الکلام الفصیح
فی رد وفاۃ المسیح
رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام پر
عوام الناس کے لیے نہایت آسان فہم کورس
پسند فرمودہ
حضرت مولانا عبدالحکیم نعمانی صاحب
استاذ مکرم عزت خان صاحب
مجاہد ختم نبوت اسامہ حفیظ صاحب
حافظ محمد مدثر علی راؤ
تحقیق کہ عیسی علیہ سلام ابھی فوت نہیں ہوئے،
تحقیق کہ وہ قیامت سے قبل تمہاری طرف لوٹ کر
آئیں گے (الحدیث)

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

میں اپنی اس حقیر سی کاوش کو اپنے آقاو مولا امام الانبیأ وخاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کرنے کی جسارت کرتا ہوں جو وجہ تخلیق کائنات ہیں اور جن سے ہماری نجات وابستہ ہے

تحقیق کہ عیسیٰ علیہ سلام ابھی تک فوت نہیں ہوئے اور تحقیق وہ تمہاری طرف قیامت سے قبل لوٹیں گے (الحدیث)

فہرست عنوانات

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہزار در ہزار شکر ہے کہ اس نے اس حقیر پر تقصیر کو بصورت تصنیف خدمت اسلام کی توفیق ارزانی فرمائی۔ یہ عاجز اہل اسلام کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ اللہ کا جتنا شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے کہ اس نے ہم سب کو اسلام جیسی نعمت سے نوازا اور اپنے حبیب کا امتی بنایا اور اس پرفتن دور میں بھی ہمارے ایمان کو سلامت رکھا کیونکہ ایک مسلمان کے پاس ایمان کی دولت سے بڑھ کر اور کچھ نہیں اگر ایمان ہے تو سب کچھ ہے اور اگر ایمان نہیں تو سب کچھ ہونے کے باوجود بھی ہمارے پاس کچھ نہیں۔

گزشتہ تین سال سے یہ عاجز اس کوشش میں تھا کہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام کے موضوع پر کوئی ایسا کورس ترتیب دیا جائے کہ جس سے ہر عام وخاص کو اسے سمجھنے اور سمجھانا آسان ہو سکے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ جس پر درجنوں عقلی اعتراضات کیے جاتے ہیں جس سے عوام الناس کے ذہنوں میں شکوک شبہات پیدا ہوتے ہیں اور وہ اس کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔

اس کورس کو بنانے میں عاجز کئی اہل علم حضرات سے ہدایات لیتا رہا ہے، وہ حضرات جو اس فن کے ماہر اور تجربہ کار ہیں۔ وگرنہ یہ عاجز تو ایک طالب علم ہے جو کہ اپنے علم کا سفر طے کر رہا ہے جس میں ٹھوکر بھی کھاتا ہے اور سمبھلتا بھی ہے۔ جو کچھ ٹوٹا پھوٹا آتا جاتا تھا وہ سب کچھ اس میں قلم بند کر کے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر دیا گیا ہے۔

اس کام میں قولی اور تحریری طور پر جن حضرات نے معاونت کی وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا عبدالحکیم نعمانی صاحب، جامعہ عربیہ چنیوٹ سے حضرت مولانا بلال احمد صاحب، مانچسٹر سے قادیانیت کے نبض شناس استاذ مکرم حضرت عزت خان المعروف عبداللہ خان صاحب، فیصل آباد سے استاذ مکرم حضرت تاج محمد رومی رحمتہ اللہ علیہ، مجاہد ختم نبوت بھائی اسامہ حفیظ صاحب اور بھائیوں جیسے سب سے قریبی دوست حافظ محمد جنید الٰہی صاحب نے علمی طور پر اپنی اپنی بساط سے زیادہ تعاون فرمایا، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ بندہ ناچیز نے دیگر اکابرین کی کتب سے بھی بھرپور استفادہ حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت نصیب فرمائے، آمین یارب العالمین۔

حافظ محمد مدثر علی راؤ

خاکپائے اکابرین ختم نبوت

۲۶ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ بمطابق ۱۸ اگست ۲۰۲۳ء بروز اتوار

حرف آغاز

اسلام کے بنیادی عقائد ونظریات میں سے ایک اہم عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے رفع ونزول کا بھی ہے۔ یہ عقیدہ ضروریات دین میں شامل ہے جو کہ قرآن مجید کی نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت شدہ ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ دشمنان اسلام کی نظر ہوگیا اور منکرین نے اس کے مخالف عقیدہ وفات مسیح کو گھڑ لیا۔ شروعات میں کچھ معتزلی خارجیوں نے عقیدہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام کا انکار کیا اور برصغیر پاک و ہند میں انگریزی استعماری دور میں منکر حدیث سرسید احمد خاں اور مرزا غلام قادیانی نے اس عقیدے کا انکار کیا لیکن مرزا غلام قادیانی نے نہ صرف اس عقیدے کا انکار کیا بلکہ خود دعویٰ مسیحت کر دیا۔ دور حاضر میں وفات مسیح پر سب سے زیادہ کام منکر حدیث جاوید احمد غامدی اور قادیانی جماعت کی طرف سے کیا جا رہا ہے اور یہ سب اپنی دجالی تاویلات سے کام لیتے ہوئے عام عوام الناس کو گمراہ کرتے ہیں۔ ویسے تو علماء کرام نے عقلی ونقلی دلائل سے اس عقیدے کو ثابت کیا جو کہ کافی شافی ہے لیکن ان سب میں علمی گفتگو اس قدر کی گئی ہے کہ کچھ لوگوں کو اسکو سمجھنے میں قدرے مشکلات کا سامنا ہوتا ہے جسکی وجہ سے منکرین کے شبہات کا جواب واضح نہیں ہوتا لہٰذا یہ ضروری سمجھا گیا کہ کیوں نہ اس عقیدے کو جہاں تک ہوسکے آسان کر کے سمجھایا جائے تا کہ کوئی بھی عام وخاص مسلمان با آسانی سمجھ سکے۔ انشاء اللہ ہم منکرین سے اس عقیدے رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام پر گفتگو کرنے کے چند اصول اور نہایت ہی آسان اور سادہ ومنطقی دلائل بتائیں گے جو کہ کسی بھی ناقص علم والے کو با آسانی سمجھ میں بھی آجائیں گے اور دوسروں کو بھی اپنی بات سمجھانا آسان ہو جائے گا۔ منکرین عوام پر اپنا تاثر اور رعب ڈالنے کے لیے ہمیشہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مسلمان اپنا عقیدہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام صرف اور صرف قرآن مجید سے ثابت کریں اور کہیں سے نہیں۔ پھر منکرین کے سامنے اگر معتبر مفسرین کی تفاسیر رکھی جائیں تو وہ یہ کہ کر رد کر دیتے ہیں کہ" مفسرین بھی انسان تھے ان سے غلطی بھی ہوسکتی ہے اور ہر ایک نے اپنے حساب سے تفسیر کی ہے لہٰذا ہم کسی مفسر کو نہیں مانتے البتہ انکا احترام ضرور کرتے ہیں"۔ لہٰذا اب ہم کسی کے بھی مسلمات کی طرف جائے بغیر صرف قرآن مجید پر رہیں گے۔ **جس طرح عقیدہ توحید ورسالت کا انکار کفر ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی حیات اور رفع ونزول کا انکار بھی کفر ہے کیونکہ اسکا انکار کرنے والا قرآن مجید کی نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ، اور اجماع امت کا منکر ہوتا ہے۔**

عرض مرتب..... ویسے تو اس موضوع پر پہلے بھی بہت کتب تصنیف کی جا چکی ہیں جن میں قرآن واحادیث کی روشنی میں دلائل سے اسے ثابت کیا گیا ہے لیکن صرف دلائل کا ہونا کافی نہیں ہوتا بلکہ کونسی دلیل کو کب اور کیسے پیش کرنا یہ معلوم ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ اسکی مثال ایسے ہی ہے کہ جیسے ایک مجاہد کے پاس ہر قسم کا جدید اسلحہ تو موجود ہو لیکن اسے اس اسلحہ کا استعمال کرنا نہ آتا ہو۔

یہ کورس خاص کر عوام الناس کی ذہنی سطح کو مدنظر رکھتے ہوئے تشکیل دیا گیا ہے کیونکہ علماء حضرات کی کتب میں کافی حد تک علمی بحث کی گئی ہوتی ہے کہ ایک عام شخص جسے ان سب کا اتنا علم نہیں ہوتا اسے سمجھنا اور سمجھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہر بدلتے دور کیساتھ منکرین کے اعتراضات

بھی بدلتے رہے ہیں۔ منکرین بھی آخر مسلمانوں کی کتب کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں اور پھر اپنے اعتراضات کو مزید قوت بخشنے کے لیے نت نئے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ بندہ ناچیز پورے وثوق سے یہ عرض کرتا ہے کہ اگر آپ حضرات اس کورس کو اور اس میں منکرین سے گفتگو کرنے کے چند اصولوں کو اچھی طرح سمجھ لیں تو ان شاء اللہ اس مسئلہ میں آپ کو کبھی بھی کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا پھر بیشک منکرین کتنے ہی نئے اعتراضات کیوں نہ پیش کردیں آپ کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

کورس کی ترتیب.....

(1) اپنے عقیدے کا مکمل علم ہونا

(2) منکرین کی اپنی حیثیت کیا ہے؟

(3) منکرین سے گفتگو کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے

(4) منکرین کا عقیدہ جاننے کا طریقہ

(5) قرآن مجید کا اسلوب کیا ہے؟

(6) منکرین کے شبہات کے جوابات

منکرین سے گفتگو کرتے وقت اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے تاکہ آگے چل کر منکرین خلط مبحث نہ کرسکیں۔

حصہ اوّل

منکرین کے متضاد عقائد

یہودی عقیدہ..... یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام سے بغض وعداوت کا معاملہ کرتے ہوئے آپ علیہ سلام کوقتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا تھا، بلکہ انکے بقول تو انہوں نے اپنے منصوبہ کوعملی جامہ بھی پہنا لیا لہٰذا اسی لیے یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ سلام کو (نعوذ باللہ) بذریعہ سولی قتل کر دیا۔ تمام یہودیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ سلام کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیا البتہ طریقہ قتل میں یہودیوں میں اختلاف ہے۔

عیسائی عقیدہ.... عیسائیوں کے مطابق یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو (نعوذ باللہ) بذریعہ سولی قتل کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ سلام کوتین دن کے بعد زندہ کر کے آسمان پر اٹھالیا۔ یعنی عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی تین دن کی وفات کے ضرور قائل ہیں۔

قادیانی عقیدہ.... قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو گرفتار کیا اور پھر خوب تشدد کیا یہاں تک کہ آپ علیہ سلام ادھ مرے ہوگئے۔ اس کے بعد آپ علیہ سلام کو دو چوروں کیساتھ سولی پر چڑھایا گیا لیکن آپ علیہ سلام کو سولی پر موت نہیں آئی بلکہ وہ کسی طرح بچ کر وہاں سے کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے اور کشمیر میں 87 سال زندگی گزار کر 120 سال کی عمر میں طبعی وفات پائی اور انکی قبر کشمیر محلّہ خانیار سری نگر میں ہے۔

غامدی عقیدہ.... اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو یہودیوں کے پکڑنے سے پہلے ہی طبعی وفات دے دی اور وفات کے بعد انکو مردہ حالت میں جسم سمیت اپنی طرف آسمان پر اٹھالیا تا کہ دشمن ان کے جسم کی بے ادبی نہ کر سکیں۔

قارئین کرام! منکرین کے عقائد کی حالت تو آپ جان چکے کہ کس قدر انکے اس باطل عقیدے میں تضاد ہے۔ آج تک منکرین کا اس پر بھی فیصلہ نہیں ہوسکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی وفات کیسے ہوئی اور ان کے واقعے کی اصل حقیقت کیا ہے!

اب مسلمانوں کا اسلامی عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیں

اسلامی عقیدہ

یہود جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے سخت مخالف تھے، وہ آپ علیہ سلام کو اپنے بغض وعداوت کی وجہ سے بذریعہ سولی قتل کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو یہود سے بچا کر زندہ جسم سمیت آسمان پر اپنی طرف اٹھالیا اور یہود کو انکے قریب تک بھی نہیں جانے دیا۔ اب قرب قیامت آپ علیہ سلام آسمان سے واپس نزول فرمائیں گے اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مطابق خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

منکرین کی حیثیت کیا ہے؟...... قارئین کرام! منکرین سے جب بھی گفتگو شروع کی جائے تو سب سے پہلے ان سے اس اہم مسئلہ پر انکی حیثیت پوچھی جائے کہ ''اللہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین و تبع تابعین نے متفقہ طور پر اس عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ سلام کو تواتر کیساتھ بیان فرمایا ہے اور اس پر امت کا اجماع بھی چلا آرہا ہے لہٰذا منکرین سے گزارش ہے کہ **''منصب الوہیت، منصب رسالت اور منصب صحابیت کے مقابلے میں آپ اپنی شرعی حیثیت متعین کریں تا کہ لوگ آپ کو یہ حق دے سکیں کہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ منصب الوہیت، منصب رسالت اور منصب صحابیت کے مقابلے میں ہماری یہ حیثیت ہے لہٰذا ہماری تحقیق یا ہمارے عقیدے کو تسلیم کیا جائے''۔**

منکرین سے یہ سب کچھ پوچھنا اس لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید کوئی عام کتاب نہیں بلکہ اللہ کی کتاب ہے جس کی تشریح خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کردی ہے لہٰذا ان کے مقابلے میں کسی دوسرے کی تفسیر بالرائے نہیں چلے گی اور اگر کوئی خود سے اس کی من مانی تفسیر کرتا ہے تو وہ بلکل بھی قابل قبول نہیں ہوگی۔

عقیدہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام کے انکار کا نقصان....... بعض آزاد خیال دوست اس عقیدے کی اہمیت کو کم سمجھتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اس عقیدے کا سوال کونسا قبر میں ہوگا اور پھر اگر ہم عقیدہ وفات کا رکھیں تو کونسا کوئی حرج آتا ہے۔ تو ایسے دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ۔۔۔ قبر میں تو سائنس کے متعلق بھی سوال نہیں ہوگا تو پھر سائنس کو اتنی اہمیت کیوں دی جارہی ہے؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ سائنس دنیا کی ضرورت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ ایمانیات کی ضرورت ہے۔ پھر قبر میں تو یہ بھی نہیں پوچھا جائے گا کہ زندگی میں کتنی بار قرآن مجید کو مکمل کیا؟ تو کیا اب اسکا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنا چھوڑ دی جائے؟

اس عقیدے کا انکار کرنے سے کیا حرج آتا ہے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) قرآن مجید کی نصوص قطعیہ کا انکار جو کہ صریح طور پر کفر ہے۔

(۲) نزول عیسیٰ علیہ سلام سے متعلق متواتر احادیث کا انکار اور پھر ان احادیث کو تواتر کیساتھ بیان کرنے والے (جن میں صحابہ کرام ،تابعین وتبع تابعین اور دیگر اکابرین امت بھی شامل ہیں) وہ سب کے سب منکرین کے نزدیک کذاب کہلاتے ہیں۔

(۳) یہودیوں کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ وہ بھی عیسیٰ علیہ سلام کو مارنا چاہتے تھے اور منکرین بھی حیات عیسیٰ کا انکار کر کے قریباً انکی تصدیق کر دیتے ہیں۔

(۴) نصاریٰ کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے کیونکہ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ سلام صلیب پر چڑھائے گئے اور منکرین بھی حیات عیسیٰ کا انکار کر کے نصاریٰ کی بھی تصدیق کر دیتے ہیں۔

(۵) حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معراج جسمانی کا انکار۔

(۶) حضرت آدم علیہ سلام دنیا کے پہلے انسان اور نبی تھے، منکر اس عقیدے کا بھی انکار کر بیٹھتا ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی حکمت کا انکار بھی ہو جاتا ہے۔

(۸) قرآن مجید کی بہت ساری آیات مبارکہ (معاذ اللہ) بے معنی اور بیکار تسلیم کرنا پڑتی ہیں۔

(۹) منکر قرآن مجید کی آیات مبارکہ کی تاویلات فاسدہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

گفتگو کرنے سے پہلے دو باتوں کا خیال ضرور رکھیں

(۱) منکرین اپنا مکمل عقیدہ بیان کرنے میں خیانت سے کام لیتے ہیں لہٰذا ان سے تب تک آگے بات نہ کریں جب تک وہ اپنا مکمل عقیدہ بیان نہ کر دیں۔

(۲) جیسے مسلمان اپنا عقیدہ بیان کرتے وقت یہ بتاتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ سلام آسمان پر زندہ موجود ہیں ویسے ہی منکرین سے بھی یہ پوچھا جائے کہ عیسیٰ علیہ سلام کی وفات ہوئی تو کس جگہ پر ہوئی؟ کیونکہ جس جگہ واقعہ صلیب ہوا وہاں قتل سے بچ جانے پر (یہود و نصاریٰ) کے علاوہ خود کو مسلمان کہنے والے باقی تمام منکرین کا اتفاق ہے۔

منکرین سے انکا مکمل عقیدہ جاننا سیکھیں...... مسلمان ہمیشہ اپنا عقیدہ مکمل بیان کرتے ہیں جبکہ منکرین سے جب بھی انکا عقیدہ پوچھا جاتا ہے تو وہ صرف اتنا کہ کر جان چھڑاتے ہیں کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ سلام وفات پا گئے''۔ جبکہ اصولی بات تو یہ ہے کہ منکرین کو یہ بھی بتانا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی وفات ہوئی تو ہوئی کہاں پر ہے؟ کیا جس جگہ واقعہ صلیب ہوا تھا یعنی یروشلم میں یا پھر یروشلم سے باہر کسی اور جگہ پر؟ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا یہود سے بچ جانے پر تو تمام منکرین کا اتفاق ہے اور اس پر قرآن مجید کی گواہی بھی موجود ہے لہٰذا اسکا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو یہودیوں کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچا لیا تھا۔لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو یہودیوں سے بچا لیا تو پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ سلام

گئے تو گئے کہاں؟ مسلمانوں کے مطابق تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو یہودیوں سے بچانے کے بعد انہیں اپنی طرف اٹھالیا تھا اور اس پر قرآن کی نص بھی موجود ہے لیکن اب ہمیں منکرین بھی جواب دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے ساتھ یہودیوں سے بچائے جانے کے بعد کیا معاملہ پیش آیا اور اس کا ثبوت قرآن یا صحیح احادیث سے دیا جائے۔

یہ سوال اس لیے ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح فرمایا ہے کہ یقیناً عیسیٰ علیہ سلام قتل نہیں ہوئے۔ تو اب ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ قتل نہیں ہوئے تو پھر ان کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟

اسکا جواب اللہ تعالیٰ نے آگے ارشاد فرما دیا کہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا جبکہ منکرین کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں کہ عیسیٰ علیہ سلام قتل سے بچ جانے کے بعد کہاں گئے!

اختلاف صرف انتقال کا ہے..... عیسیٰ علیہ سلام جب واقعہ صلیب سے بچ گئے اور قتل بھی نہ ہوئے تو اب اختلاف صرف ان کے انتقال یعنی ان کی منتقلی کا ہے کہ آخر وہ یروشلم (جس جگہ واقعہ صلیب پیش آیا) سے کس جگہ منتقل ہو گئے۔ مسلمانوں کے نزدیک تو عیسیٰ علیہ سلام یروشلم سے آسمان کی طرف جسم سمیت منتقل ہو گئے لیکن منکرین بھی ہمیں یہ بتائیں کہ عیسیٰ علیہ سلام یروشلم سے کس طرف منتقل ہو گئے؟؟؟

کیا عقیدہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام پر اب امت کا اجماع نہیں رہا؟

جہاں ہر آئے دن منکرین مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی شبہ ذہن میں ڈالتے رہتے ہیں وہاں منکرین کی طرف سے ایک شبہ یہ بھی ڈالا جاتا ہے کہ۔۔۔ **"چونکہ اب اس عقیدہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام کو مسلمانوں کے کچھ فرقوں نے چھوڑ دیا ہے اور عقیدہ وفات عیسیٰ کو قبول کرلیا ہے لہٰذا اب اس عقیدہ پر امت کا اجماع نہیں رہا"۔**

آیئے سب سے پہلے اجماع کے متعلق اصول کو سمجھتے ہیں...... اصول فقہ کا مسلمہ قائدہ ہے کہ اختلاف متاخر اتفاق متقدم کا رافع نہیں ہے یعنی جس امر پر تمام امت کا اتفاق زمانہ سابق میں متحقق ہو چکا ہو اب اس اتفاق کو بعد کا اختلاف نہ اٹھائے گا۔ پس جب تک نام نہاد مسلمانوں نے وفات عیسیٰ کے عقیدہ کو ایجاد نہیں کیا تھا اس وقت تک تو امت کا اس عقیدہ وفات عیسیٰ کے ترک پر اتفاق تھا اور اب وہ اتفاق مرتفع نہیں ہوسکتا۔

اس قائدہ کی ایک جزئی اور ہے کہ علماء حنفیہ نے نماز جنازہ کا تکرار جائز نہیں رکھا اور دلیل بھی یہی لکھی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین سے یہ ثابت نہیں۔ غرض یہ قائدہ مسلم ہے کہ امت کا کسی امر کو ترک کرنا (جیسے وفات عیسیٰ کے عقیدے کو ترک کیا گیا) اس کے عدم جواز کی دلیل ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد قرون اولیٰ کے دور اور بعد والے زمانہ میں مستند قسم کے وہ لوگ جنہوں نے دین اسلام کو خرافات سے بچائے رکھا جن میں آئمہ مجتہدین جیسے حضرات وغیرہ شامل ہیں، ان تمام حضرات کا کسی عقیدہ پر متفق ہونا اجماع امت کہلاتا ہے لہٰذا اب اس عقیدے کی مخالفت کوئی شخص بھی نہیں کرسکتا۔ اب اگر بعد میں کوئی جاہل قسم کا شخص منہ اٹھا کر اس متفقہ عقیدے کے خلاف اپنا کوئی عقیدہ ایجاد کرے گا تو اس کے اس عقیدے کی رتی برابر بھی کوئی اوقات نہیں سمجھی جائے گی اور نا ہی اس سے امت مسلمہ کے اس اجماعی عقیدے پر کوئی اثر پڑے گا۔

مثال کے طور پر۔۔۔ اگر کوئی شخص پانچ نمازوں کا انکار کردے اور صرف تین وقت کی نمازوں کا شور مچانے لگ جائے اور اس کو چند لوگ تسلیم بھی کرلیں تو اسکا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوگا کہ امت کا اجماع اب پانچ نمازوں پر ختم ہوگیا بلکہ اجماع امت اپنی جگہ برقرار رہے گا کیونکہ یہ امت میں شروع سے تواتر کیساتھ چلتا آرہا ہے۔

ٹھیک اسی طرح یہ عقیدہ بھی امت مسلمہ میں تواتر کیساتھ مستند و معتبر حضرات کے ذریعہ سے متفقہ طور پر امت میں چلتا آرہا ہے۔ اب اگر باالفرض محال پوری امت بھی اس عقیدے کا انکار کردے پھر بھی اجماع امت اپنی جگہ برقرار ہی رہے گا بلکہ منکر کو اس اجماع سے خارج سمجھا جائے گا۔

اللہ کا کلام فصیح و بلیغ ہے...... اللہ تعالیٰ کا کلام پاک تضادات سے مکمل خالی اور نہایت ہی فصیح و بلیغ ہے۔ قرآن مجید کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات مبارکہ کو اس انداز میں ارشاد فرمایا ہے کہ گویا دریا کو کوزے میں بند کردیا ہو۔ بظاہر دیکھنے میں تو آیت مبارکہ مختصر نظر آتی ہے لیکن اس کی گہرائی اس قدر ہوتی ہے کہ غور و فکر کرنے پر مکمل مدعا سمجھ آجاتا ہے۔

اسی کے پیش نظر مولانا عبدالحق حقانی سورۃ المآئدہ کی تفسیر کے شروع میں ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں:

'' فیلسوف کندی سے اس کے یاروں نے کہا کہ آپ بہت بڑے حکیم ہیں۔ ہمارے لیے ان مسلمانوں کے قرآن کی مانند کوئی کتاب بنا دیجیے تاکہ انکا دعویٰ اعجاز رد ہوجائے۔ اس نے کہا بہتر دو ایک سورتوں کے برابر تو ضرور بنادوں گا۔ اس کام کے لیے چند روز تخلیہ میں بیٹھ کر باہر نکل آئے اور کہا بھائی اسکا مثل مجھ سے نہیں بن سکتا۔ میں نے جو قرآن کھول کر دیکھا تو پہلے میری نظر سورۃ المآئدہ پر پڑی جس کی اس آیت نے مجھے حیران کردیا..... (یایھا الذین امنوا اوفوا بالعقود احلت لکم بھیمۃ الانعام الا مایتلی علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم ان اللہ یحکم ما یرید)...... اس تھوڑے سے جملے میں وفاء عہد کا مطالبہ کرتا اور عہد شکنی سے منع کرتا پھر تحلیل عام کے بعد استثناء کرکے اپنے علم و قدرت اور ان کے رموز مصلحت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیا دو سطروں میں ایسا کوئی کرسکتا ہے؟

قارئین کرام! یہ سب کچھ صرف اس مقصد سے بیان کیا گیا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے موضوع میں آپ کو بہت ساری ایسی آیات نظر آئیں گے جو کہ ان کے رفع و نزول کا انکار کرنے سے بے مقصد ہوجاتی ہے۔ لہٰذا آپ حضرات جب بھی منکرین سے اس موضوع پر گفتگو کریں تو قرآن مجید کے اس اعجاز اور اسلوب کو ضرور مد نظر رکھیں تاکہ منکرین کی گرفت کی جاسکے۔

سب سے پہلے ''توفی''......قرآن مجید میں لفظ ''توفی'' قریباً 25 جگہوں پر آیا ہے اور صرف 2 جگہوں پر حضرت عیسیٰ علیہ سلام کیساتھ اسکا ذکر ہوا ہے، سورۃ آل عمران آیت 55 اور سورۃ المآئدہ آیت 117 لہٰذا ہم سب سے پہلے انہی دوصورتوں کی آیات مبارکہ منکرین کا رد شروع کریں گے۔

اعتراض......منکرین سب سے پہلے ان دوسورتوں کی آیات کو پیش کرتے ہیں اور شبہ دیتے ہوئے یہ شور مچاتے ہیں کہ ''توفی'' کا معنیٰ ''وفات'' کے ہوتے ہیں اور ہر شخص اپنے فوت شدہ لوگوں کے لیے بھی اس لفظ ''توفی'' کو استعمال کرتا ہے لیکن جب یہی لفظ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے لیے بولا جاتا ہے تو علماء کرام اسکا معنیٰ ''زندہ اٹھانے'' کے کرتے ہیں جو کہ تحریف معنوی ہے۔

توفی کا جھگڑا ختم......لیکن ہم اس جھگڑے کو ختم کرتے ہوئے منکرین کو یہ چیلنج دیتے ہیں کہ وہ ''توفی'' کا معنیٰ ''وفات'' کے کر لیں اور اس کے باوجود اپنا عقیدہ وفات عیسیٰ علیہ سلام ثابت کر دیں لیکن ہم یہ بات پورے وثوق سے کرتے ہیں کہ منکرین ''توفی'' کا معنی ''وفات'' کر کے بھی اپنا باطل عقیدہ ثابت نہیں کر سکتے۔

اب ہم منکرین کے ترجمہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو سمجھتے ہیں

اِذ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِینَ کَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِینَ اتَّبَعُوکَ فَوقَ الَّذِینَ کَفَرُوا اِلٰی یَومِ القِیٰمَۃِ۔ ثُمَّ اِلَیَّ مَرجِعُکُم فَاَحکُمُ بَینَکُم فِیمَا کُنتُم فِیہِ تَختَلِفُونَ۔ آل عمران ﴿55﴾

ترجمہ: جب اللہ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے تابعداروں کو کافروں کے اوپر غالب کرنے والا ہوں قیامت کے دن تک، پھر تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے میں ہی تمہارے آپس کے تمام تر اختلافات کا فیصلہ کرونگا۔

قارئین کرام......تمام منکرین رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام والوں کا دعویٰ تو یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو وفات دے دی لیکن جب ان سے اس پر دلیل طلب کی جاتی ہے تو منکرین کی طرف سے پہلی دلیل سورۃ آل عمران کی آیت 55 پیش کی جاتی ہے۔ جبکہ آپ خود منکرین کے کیے گئے ترجمہ کو پڑھ سکتے ہین جس میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو مستقبل میں وفات دینے کا وعدہ ارشاد فرما رہے ہیں نا کہ ماضی میں۔ جبکہ منکرین کا دعویٰ تو عیسیٰ علیہ سلام کو ماضی میں وفات دیے جانے کا ہوتا ہے۔ اس بات کو تو مسلمان بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مستقبل میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے دنیا میں آسمان سے نزول فرمانے کے بعد انکو وفات دے گا لیکن ہمارا منکرین سے یہ مطالبہ ہمیشہ رہے گا کہ ہمیں ماضی کے صیغہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی وفات کا ثبوت دیا جائے جیسا کہ منکرین دعویٰ بھی کرتے ہیں۔

منکرین سے سوال...... اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو دشمنوں سے بچانے کے لیے چار وعدے ارشاد فرمائے جنکا ذکر سورۃ آل عمران آیت 55 میں ہوا۔ یہ وعدے بطور تسلی آپ علیہ سلام کو بچانے کے تھے نا کہ مارنے کے۔

ا: توفی ۲: رفع ۳: تطہیر ۴: غلبہ

1: منکرین جواب دیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو دشمنوں سے ان چار وعدوں میں سے کس وعدے پر عمل کر کے بچایا؟

2: یہودی حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو مارنا چاہتے تھے تو اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی تدبیر کیا ہونی تھی؟

3: اگر اللہ تعالیٰ کی تدبیر حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو زندہ بچانے کی تھی تو اس کی کیا صورت تھی؟ اللہ تعالیٰ نے کس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو یہودیوں سے بچایا؟ قرآن مجید سے اسکا ثبوت پیش کیا جائے۔

غامدی شبہ...... اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو آیت مبارکہ کی ترتیب کے مطابق پہلے وفات دی اور ان کے مردہ جسم کو آسمان پر اپنی طرف اٹھالیا تا کہ یہودی ان کے جسم کی توہین نہ کرسکیں۔

جواب...... جاوید احمد غامدی صاحب کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو وفات دے کر ان کے جسم کو اس وجہ سے اپنی طرف اٹھالیا کہ کہیں یہودی ان کے جسم کی توہین نہ کریں۔ موصوف سے ہمارا سوال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام سے پہلے بھی ماضی میں کئی انبیاء کرام کو یہودیوں نے شہید کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء کرام کے اجسام مبارک کو اپنی طرف کیوں نہیں اٹھایا؟

پھر غامدی صاحب کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو وفات دے کر اپنی طرف اٹھالیا یہ بھی نہایت غلط ٹھہرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ آل عمران کی آیت 55 کے آخری حصہ میں ارشاد فرمایا ہے ''ثُمَّ إِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَأَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیمَا کُنتُمْ فِیهِ تَخْتَلِفُونَ''

ترجمہ: پھر تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے میں ہی تمہارے آپس کے تمام تر اختلافات کا فیصلہ کروں گا۔ اب اس آیت مبارکہ کے اس آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو مخاطب فرما کر انہیں اور انکے قتل کی سازش کرنے والوں کو واضح طور پر فرمایا ہے کہ '' پھر تم سب کو میری ہی طرف لوٹنا ہے میں ہی تمہارے آپس کے تمام تر اختلافات کا فیصلہ کروں گا '' لہٰذا غامدی صاحب کے بقول اگر حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو اللہ تعالیٰ نے موت دے کر اپنی طرف اٹھالیا تو پھر یہاں اس آیت مبارکہ میں یہ کیوں ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ ''تم سب کو میری ہی طرف لوٹنا ہے''؟ جبکہ غامدی صاحب کے بقول تو حضرت عیسیٰ علیہ سلام اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ چکے ہیں!!!

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ آیت 55 میں ارشاد فرمایا '' مِنْهَا خَلَقْنَاکُمْ وَفِیهَا نُعِیدُکُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً أُخْرَیٰ ''۔ ترجمہ: اسی زمین میں سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں پھر واپس لوٹائیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ تم سب کو نکال کھڑا کریں گے۔

غامدی صاحب کا نظریہ اگر درست تسلیم کرلیا جائے تو پھر بتایئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام واپس زمین کی طرف کب لوٹائے جائیں گے اور

پھر وہ کب واپس اسی زمین سے نکالے جائیں گے؟ کیونکہ غامدی صاحب کے بقول تو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو اللہ تعالیٰ نے وفات دے کر اپنی طرف اٹھالیا اور اب انکا واپس نزول بھی نہیں ہوگا۔

منکرین کا دہرا معیار...... قارئین کرام! منکرین کے سامنے حیات عیسیٰ علیہ سلام کے حق میں جب واضح احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں تو یہ اس پر حیلے بہانے بناتے ہوئے رد کر دیتے ہیں۔ کبھی احادیث کو ظنی علم کہ کر رد کرتے ہیں تو کبھی کہ دیتے ہیں کہ یہ تو دو سو سال بعد لکھی گئی وغیرہ۔ لیکن ان حضرات کی منافقت کا عالم تو یہ ہے کہ جب وفات عیسیٰ کو ثابت کرنا ہوتا ہے تو یہ لوگ اپنی تفاسیر میں ہمیشہ بائبل (جو کہ ایک منحرف و مبدل شدہ کتاب ہے) اس سے استدلال کرتے ہیں اور احادیث مبارکہ سے زیادہ بائبل پر اعتماد کرتے ہیں۔ پھر غامدی صاحب نے بھی اس منافقت میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہوئے اپنے خود ساختہ اصول کے تحت نزول عیسیٰ کی احادیث کو محض اس لیے رد کر دیا کہ ''یہ احادیث امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی موطا امام مالک میں درج نہیں کی بلکہ یہ بخاری و مسلم میں ضرور لائی گئیں ہیں جو کہ احادیث کی امہات الکتب کے اوّل درجہ میں نہیں ہیں''۔ ہمیں غامدی صاحب پر حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف وہ موطا امام مالک، بخاری و مسلم شریف کو احادیث کی امہات الکتب بھی تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ نزول عیسیٰ علیہ سلام کی احادیث کو صرف اس لیے رد کرتے ہیں کہ یہ سب احادیث موطا امام مالک میں درج نہیں کی گئیں۔

لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ غامدی صاحب کے احادیث مبارکہ سے انحراف کے حیلے بہانے ہیں اور کچھ نہیں۔ موصوف کے نزدیک بائبل جیسی منحرف و مبدل شدہ کتاب تو قابل اعتبار ہوسکتی ہے لیکن اگر نہیں ہوسکتی تو وہ صرف اور صرف اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث مبارکہ ہیں... افسوس۔

مسلم تفاسیر سے متعلق ایک تنبیہ...... حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے واقعہ سے متعلق مسلم علماء کرام نے اپنی تفاسیر میں تاریخی واقعات کو بھی درج کیا ہے جو کہ بائبل میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کہیں پر یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ جب دشمن حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو پکڑنے آئے تو انکی شبیہ انکے ایک حواری پر ڈال دی گئی جو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی جگہ قربان ہوا تو کبھی کہیں پر یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی شبیہ انکے دشمن پر ڈال دی گئی جس نے انکی مخبری کی تھی۔ یہ دونوں طرح کے واقعات آپکو کتب میں مل جائیں گے لیکن یاد رکھیے کہ بائبل کے یہ سب تاریخی واقعات مسلمانوں کے حیات عیسیٰ علیہ سلام کے قطعی عقیدے میں ہرگز شامل نہیں کہ جنکا ایمانیات سے کوئی تعلق ہو البتہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا زندہ آسمان پر اٹھائے جانا ضروریات دین میں سے ہے جسکا انکار کفر ہے۔ اسی لیے یہ سب محض تاریخی واقعات کے طور پر درج کیے گئے ہیں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے زندہ اٹھائے جانے کو کسی بھی معتبر عالم دین نے بائبل سے نہیں بلکہ قرآن مجید کی نصوص قطعیہ سے ہی ثابت کیا ہے لیکن منکرین اپنے عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید کی نصوص کو بائبل پر محمول کرتے ہوئے استدلال کرتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ اس لیے اگر کوئی منکر آپ کے سامنے بائبل سے وفات عیسیٰ کی دلیل دے تو اسے اسی

وقت رد کر دیا جائے جیسا کہ انہوں نے احادیث مبارکہ کو رد کر رکھا ہے۔

عوام الناس کو توفی کا مسئلہ سمجھانے کا آسان طریقہ...... قارئین کرام! مسئلہ ''توفی'' پر ہمارے علمائے کرام نے بہت بحث فرمائی ہے جو کہ خاصی علمی ہے لیکن اس کو کسی بھی عام شخص کے لیے آسانی سے سمجھنا مشکل ہے اور جب عوام الناس میں اس پر گفتگو کی جائے تو انکو سمجھانا بھی مشکل عمل ہوتا ہے اور لوگوں کے بیزار ہونے کا بھی خدشہ الگ سے ہوتا ہے۔

عوام الناس میں منکرین کیساتھ عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ سلام پر گفتگو کرتے ہوئے لفظ ''توفی'' کی علمی بحث کی بجائے کوشش کی جائے کہ لوگوں کو اسے آسان طریق پر سمجھایا جائے کہ اس لفظ ''توفی'' کا عربی زبان میں معنی کیا ہے اور اسکا استعمال کیسے ہوتا ہے۔ ذیل میں اسکو سمجھانے کا طریقہ سمجھیے۔

☆ **توفی کا حقیقی معنی = پورا پورا لینا**

☆ **توفی کا مجازی معنی = وفات یا نیند**

1: توفی کا حقیقی معنی '' پورا پورا لینے '' کے ہیں جبکہ اسکا مجازی معنی '' وفات یا نیند '' کے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اللّٰہُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِیۡنَ مَوۡتِہَا وَ الَّتِیۡ لَمۡ تَمُتۡ فِیۡ مَنَامِہَا **(الزمر:42)**

ترجمہ: اللہ ہی قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے۔

وَ ہُوَ الَّذِیۡ یَتَوَفّٰىکُمۡ بِالَّیۡلِ **(الانعام:60)**

ترجمہ: اور وہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں۔

یہ آیات مبارکہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ توفی کے معنی موت کے نہیں ہیں بلکہ پور پورا لینے کے ہیں اسی لیے اسکا اطلاق موت اور نوم دونوں پر درست ہے۔ اگر اسکے معنی موت کے ہوتے تو اسکا اطلاق نوم پر درست نہ ہوتا۔ جبکہ آیت میں دونوں پر توفی کا لفظ بولا گیا ہے۔

2: کسی بھی لفظ کا ایک حقیقی معنی ہوتا ہے اور دوسرا مجازی۔ ہمیشہ ترجمہ کرتے وقت حقیقی معنی کو اوّل ترجیح دی جاتی ہے۔ جہاں حقیقی معنی کرنا ممکن نہ ہو وہاں مجازی معنی لیا جاتا ہے۔ اگر کہیں مجازی معنی مراد لیا جائے تو اس کا یہ مقصد نہیں ہوگا کہ اب حقیقی معنی کہیں بھی مراد نہیں لیا جائے گا جو شخص کسی مقام پر مجازی معنی کی وجہ سے حقیقی معنی کا انکار کرے وہ تحریف کا مرتکب ہوگا جو باطل ہے۔

اب دیکھیں کہ زکوٰۃ قرآن مجید میں کثرت سے صدقہ فرضیہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مگر بعض جگہ قرآن مجید میں طہارت، برکت، صلاحیت کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''خَیۡرًا مِّنۡہُ زَکٰوۃً وَّ رُحۡمًا، مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ ذٰلِکُمۡ اَزۡکٰی لَکُمۡ'' اب کوئی بدباطن یہ کہہ سکتا ہے کہ زکوٰۃ فرض نہیں ہے؟ فریضہ زکوٰۃ کا انکار کر دے اور کہے اس سے مراد طہارت ہے۔ دل کی طہارت، جسم کی طہارت وغیرہ اگر ایسے کوئی کہے تو وہ مردود ہوگا۔

3: سوال: اب یہ کیسے معلوم ہوگا کہ **توفی** کا حقیقی معنی لینا ہے یا مجازی؟

جواب: **توفی** کا حقیقی یا مجازی معنی لینے کے لیے قرینہ دیکھا جائے گا کیونکہ یہ لفظ قرینے کے اعتبار سے استعمال ہوتا ہے۔

توفی اگر موت کے وقت ہوگی تو اسکا معنی کسی جان کی وفات کے ہونگے اور اگر نیند کے وقت ہوگی تو معنی کسی جان کو وقتی طور پر قبض کرنے کے ہونگے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے متعلق جس **توفی** کا ذکر ہوا ہے وہ '' **توفی بالرفع** '' ہے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے سوا پورے قرآن مجید میں کہیں پر بھی استعمال نہیں ہوا۔

توفی کے استعمال کو مثال سے سمجھیں

1: **زید ، بکر سے**۔۔۔مجھے ''**پیاس**'' لگ رہی ہے برائے کرم مجھے پانی لا کر دیں۔

اب بکر ، زید کو ''گلاس'' میں پانی لا کر دے گا کیونکہ۔۔۔بکر ''**پیاس**'' کے لفظ سے یہ سمجھ گیا کہ زید کو پانی **گلاس** میں چاہیے کیونکہ پانی ہمیشہ **گلاس** میں پیا جاتا ہے۔

2: **زید ، بکر سے**۔۔۔مجھے ''**نہانے**'' کے لیے پانی لا کر دیں۔

اب بکر ، زید کو '' بالٹی '' میں پانی لا کر دے گا کیونکہ۔۔۔بکر ''**نہانے**'' کے لفظ سے یہ سمجھ گیا کہ زید کو پانی **بالٹی** میں چاہیے کیونکہ نہانے کے لیے پانی ہمیشہ **بالٹی** میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ان دو مثالوں میں لفظ ''پیاس'' اور ''نہانا''........یہ الفاظ قرینہ کے طور پر سمجھیے کہ ان کے استعمال سے دوسرے شخص کو واضح معلوم ہو گیا کہ پہلا شخص کیا کہنا چاہتا ہے۔اسی طرح لفظ''**توفی**'' کا معاملہ ہے جیسا قرینہ ہوگا ویسے ہی معلوم ہو جائے گا کہ''**توفی**'' کو کن معنوں میں استعمال کیا جائے گا۔

قارئین کرام! آپ ان دو مثالوں کے ذریعہ سے سادہ سے سادہ شخص کو بھی **توفی** کے متعلق سمجھا سکتے ہیں کہ یہ لفظ کب اور کیسے استعمال ہوگا۔ جیسے ان دو مثالوں میں صرف ایک بنیادی لفظ سے بکر کو مدعا معلوم ہو جاتا ہے ٹھیک اسی طرح **توفی** کا بھی یہی حال ہے۔اسی لیے ہم منکرین سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا سورۃ آل عمران آیت 55 میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو اللہ تعالیٰ دشمنوں سے بچانا چاہتے ہیں یا دشمنوں کا مقصد پورا کرنا چاہتے ہیں؟ اگر مقصد دشمنوں سے بچانا ہے تو بس پھر یہ ثابت ہوا کہ یہاں پر **توفی** کے حقیقی معنی یعنی **پورا پورا لینے** کے کیے جائیں گے نا کہ موت یا وفات کے۔ یہاں پر ایک بات مدنظر رہے کہ جن علماء کرام نے اس آیت مبارکہ میں توفی کا معنی وفات کے کیے ہیں تو ان سب حضرات نے تقدیم و تاخیر کو مدنظر رکھتے ہوئے کیے ہیں اور ویسے بھی ہم اس آیت مبارکہ سے متعلق گزشتہ بحث میں یہ بتا چکے ہیں کہ توفی کا معنی وفات کے کرنے سے بھی منکرین اپنا عقیدہ ثابت نہیں کر سکتے لہٰذا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

پورا پورا لینے سے کیا مراد ہے......حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو پورا پورا لینے سے مراد اللہ تعالیٰ کا انہیں'' سر کے بال

سے لے کر پاؤں کے ناخن تک روح اور جسم سمیت مکمل طور پر اپنے قبضہ قدرت میں لینا ہے‘‘۔

منکرین اس پر بھی دھوکہ دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ پورا پورا لینے سے مراد بھی موت ہی ہوتی ہے کیونکہ موت کے وقت انسان کی زندگی پوری ہوجاتی ہے اسی لیے اس کے لیے وفات یا انتقال کے الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔

یاد رکھیے کہ لفظ گزر گئے یا انتقال وغیرہ ہرگز موت کے معنی نہیں ہیں یہ سب الفاظ اردو زبان میں مرحوم کے لیے صرف اصطلاحی طور پر استعمال ہوتے ہیں جبکہ قرآن مجید فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل ہوا اور یہ کوئی محاوروں کی کتاب نہیں کہ جس پر اردو زبان کے وہ الفاظ جو اپنے اصل معنی سے ہٹ کر استعمال ہوتے ہیں ان کا اطلاق قرآن مجید پر کر دیا جائے۔

توفی کے متعلق منکرین کا ایک دھوکہ...... منکرین دھوکہ دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ’’ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صرف دو صورتوں میں توفی کا معنی بیان فرمایا ہے ایک انسان کی موت کے وقت اور دوسرا نیند کے وقت تیسری صورت کا کہیں پر کوئی ذکر نہیں فرمایا گیا‘‘

جبکہ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے متعلق جس **توفی** کا ذکر ہوا ہے وہ **توفی** نا ہی انکی موت کے وقت کی ہے اور نا ہی انکی نیند کے وقت کی بلکہ وہ **توفی بالرفع** ہے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو دشمنوں سے بچانے کے لیے کی گئی ہے اور یہ بچانا انکو زندہ پورا پورا لے کر آسمان کی طرف اٹھانا تھا۔

اسی طرح منکرین قبر پر لگے ہوئے کتبہ کی بھی مثال دے کر دھوکہ دیتے ہیں کہ وہاں پر بھی جو فوت شدہ لوگ دفن ہیں ان کے نام اور تاریخ وفات کیساتھ **المتوفی** لکھا ہوتا ہے۔

اس پر بھی ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ **توفی** کا لفظ اپنے قرینہ کے اعتبار سے استعمال ہوتا ہے لہٰذا قبرستان میں قبر کے کتبہ پر **المتوفی** اسی لیے لکھا ہوتا ہے کیونکہ سامنے قبر موجود ہے اور واضح نظر آ رہا ہے کہ یہ بات کسی مردہ شخص کے متعلق ہو رہی ہے اسی لیے وہاں پر **المتوفی** لکھا ہوتا ہے۔

لیکن حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے معاملے میں جس وقت **توفی** کا ذکر فرمایا گیا اس وقت وہ وہاں پر زندہ حالت میں موجود تھے۔

منکرین کی طرف سے پیش کردہ دوسری آیت مبارکہ

سورۃ المائدہ آیت 116،117

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰہَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ۔اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ مَا قُلْتُ لَہُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِیْ بِہٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ ،وَکُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْہِمْ ،فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ۔

ترجمہ: ”اور یہ بھی کہ جب (انھیں یاد دلا کر) اللہ پوچھے گا: اے مریم کے بیٹے عیسیٰ، کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا تم مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو۔ وہ عرض کرے گا: سبحان اللہ، یہ کس طرح روا تھا کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں ہے۔ اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو آپ کے علم میں ہوتی، (اس لیے کہ) آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور آپ کے دل کی باتیں میں نہیں جانتا۔ تمام چھپی ہوئی باتوں کے جاننے والے تو آپ ہی ہیں۔

میں نے تو اُن سے وہی بات کہی تھی جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی۔ میں اُن پر نگران رہا، جب تک میں اُن کے درمیان تھا۔ پھر جب آپ نے مجھے وفات دی تو اُس کے بعد آپ ہی اُن کے نگران رہے ہیں اور آپ ہر چیز پر گواہ ہیں“۔ (ترجمہ البیان، جاوید احمد غامدی)

منکرین کا استدلال...... سورۃ المائدہ کی اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ سلام سے انکی امت کے متعلق سوال پوچھے گا کہ ”کیا آپ (عیسیٰ علیہ سلام۔ ناقل) نے ان کو یعنی اپنی امت کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو؟“ اس کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام فرمائیں گے کہ ”میں نے تو ان سے بس وہی کہا تھا جسکا حکم آپ نے مجھے دیا تھا باقی جب تک میں ان میں رہا انکا نگران رہا پھر جب آپ نے مجھے وفات دے دی تو آپ ہی انکے نگران رہے“۔ دیکھو اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کتنا واضح اپنی وفات کا ذکر فرما رہے ہیں۔

جواب...... منکرین حضرات کو اس آیت مبارکہ میں بھی ”توفی“ کا معنی وفات کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام سے یہ کلام اللہ قیامت کے دن ہوگا جبکہ انکی وفات کے قائل تو ہم مسلمان بھی ہیں لیکن ان کے دنیا میں واپس نزول کے بعد۔ لہٰذا جب حضرت عیسیٰ علیہ سلام اس دنیا میں واپس تشریف لائیں گے تو یہاں پر اپنی باقی کی زندگی گزارنے کے بعد جب انکی وفات ہو جائے گی تو بروز قیامت وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونگے اور تب وہ سوال و جواب میں اپنی وفات کا ذکر کریں گے۔

منکرین کا اشکال...... اگر حضرت عیسیٰ علیہ سلام واقعی میں زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور قرب قیامت واپس دنیا میں تشریف لائیں گے تو کل قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی امت کے بگڑنے سے متعلق لاعلمی کا اظہار کیوں فرمائیں گے؟ جب کہ انہیں تو اپنی امت کے حالات کا علم ہونا چاہیے کیونکہ وہ واپس دنیا میں آ کر انکے حالات دیکھ چکے ہونگے جبکہ وہ اس کے برعکس یہ کہیں گے کہ اے اللہ میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ کیا کرتے رہے۔

جواب...... پہلی بات تو یہ ہے کہ منکرین کی طرف سے یہ بات قرآن مجید اور حضرت عیسیٰ علیہ سلام پر بہت بڑا جھوٹ ہے کہ وہ قیامت کے دن یہ کہیں گے کہ مجھے اپنی امت یا عیسائیوں کے بگڑنے کا علم نہیں۔

کیونکہ سوال یہ نہیں ہے کہ ''اے عیسیٰ کیا تجھے تیری امت کے بگڑنے کا علم تھا یا نہیں؟'' بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوال تو یہ ہے کہ ''کیا تو نے ان سے کہا تھا کہ تجھے اور تیری ماں کو معبود بنالو؟'' جسکا جواب حضرت عیسیٰ علیہ سلام نفی میں دیں گے۔لہٰذا جتنا سوال ہوگا اتنا ہی جواب وہ دیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر بالفرض محال حضرت عیسیٰ علیہ سلام سے انکی امت کے بگڑنے کے علم ہونے کا بھی سوال پوچھ لیا جائے تب بھی حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا جواب باقی انبیاء کرام کی طرح نفی میں ہی ہوگا کیونکہ انبیاء کرام اپنے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے لا علمی سمجھتے ہیں جیسا کہ اسی سورۃ المآئدہ کی آیت مبارکہ 110 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں '' یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم ،قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب''۔ ترجمہ: (اللہ کی گواہی جن لوگوں نے چھپائی ہے، وہ) اُس دن کو یاد رکھیں، جب اللہ سب رسولوں کو جمع کرے گا، پھر پوچھے گا کہ (تمھاری امتوں کی طرف سے) تمھیں کیا جواب دیا گیا؟ وہ کہیں گے: ہمیں کچھ علم نہیں، تمام چھپی ہوئی باتوں کے جاننے والے تو آپ ہی ہیں۔(ترجمہ البیان، جاوید احمد غامدی)

ایک اہم بات...... قارئین کرام! وہ منکرین کہ جن کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ سلام دشمنوں سے بچ کر یروشلم سے کہیں اور ہجرت کر گئے، ایسے منکرین سے آپ حضرات اسی سورۃ المآئدہ کی آیت مبارکہ 117 پر چند سوالات کے جواب طلب کریں مگر شرط یہ ہے کہ آپ کو منکرین کا مکمل عقیدہ معلوم ہو اور منکرین کا مکمل عقیدہ کیسے جاننا ہے وہ ہم شروع میں بیان کر چکے ہیں۔

سوالات ملاحظہ فرمائیں

1: حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا اپنی قوم سے جدائی کا سبب کیا تھا؟ ''وفات'' یا ''ہجرت''۔

☆ اگر منکرین حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی جدائی کا سبب انکی وفات کو لیں گے تو پھر منکرین کو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی وفات یروشلم میں ماننا پڑے گی جبکہ منکرین کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام واقعہ صلیب کے وقت اپنے دشمنوں سے بچ کر کسی دوسری جگہ ہجرت کر گئے جیسا کہ قادیانی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔لہٰذا اس سوال سے منکرین کا دعوی باطل ہو جائے گا۔

2: حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا واقعہ صلیب سے بچ کر کسی دوسری جگہ ہجرت کر جانے کے بعد پیچھے انکی قوم کا نگران کون تھا؟

☆ اگر منکرین یہ کہتے ہیں کہ ہجرت کے بعد انکی قوم کا نگران اللہ تعالیٰ تھا تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا قیامت کے دن یہ کہنا کہ ''میری وفات کے بعد اے اللہ تو ہی انکا نگران تھا'' یہ (معاذ اللہ) جھوٹ کہلائے گا اور اگر منکرین یہ کہتے ہیں کہ انکی قوم کے نگران خود حضرت عیسیٰ علیہ سلام تھے تو پھر یہ انکی نبوت پر سوال اٹھتا ہے کہ ایک نبی کے ہوتے ہوئے اس کی زندگی میں اسکی قوم بگڑ گئی اور اسے اپنا معبود بنالیا اور اس نے اپنی قوم کی اصلاح نہیں کی۔

یہ سب سوالات ہماری طرف سے منکرین کے لیے الزامی طور پر ہیں وگرنہ کوئی ملحد اور زندیق ہی ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے حوالے سے ایسے گندے عقائد رکھتا ہوگا۔

سورۃ المآئدہ آیت 117 کی آسان اور علمی تنقیح

☆ علماء کرام نے اس آیت مبارکہ میں ''**فلما توفیتنی**'' کا ترجمہ ''**جب تو نے مجھے اٹھالیا**'' کے کیے ہیں لہٰذا ان کے اس ترجمہ کی وجہ کیا ہے آیئے جانتے ہیں۔

ا... اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ''توفیتنی'' کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے ایفاء کا زمانہ بتایا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے ''انی متوفیک ورافعک الیّ'' میں کیا تھا اور ''بل رفعہ اللہ الیہ'' میں پورا کر دیا تھا۔

۲... باری تعالیٰ نے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے توفی کے مقابلہ پر ''مادمت فیھم'' استعمال فرمایا ہے۔

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس آیت مبارکہ میں دو زمانوں کا ذکر کیا ہے۔

☆ پہلا ''مادمت فیھم'' کا، اور دوسرا ''توفی'' کا، الفاظ کی اس بندش نے منکرین کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ......

ا... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی جسمانی زندگی دو جگہوں میں نہ گزاری ہوتی تو پھر ''مادمت فیھم'' (جب تک میں ان میں رہا) کا استعمال بالکل غلط ہو جاتا ہے، بلکہ فرمانا یہ چاہیے تھا ''جب تک میں زندہ رہا۔'' جیسا کہ دوسری جگہ ایسے موقعہ پر فرمایا۔ ''واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا''۔ ترجمہ: اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے، جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ (سورۃ مریم:۳۱)

اب اگر صرف ایک ہی دفعہ دنیا میں رہنا تھا تو آپ ''مادمت فیھم'' کیوں فرماویں گے؟ ''فیھم'' (ان کے درمیان) کے لفظ کا اضافہ بتا رہا ہے کہ کوئی ایسا زمانہ بھی ان کی زندگی میں آیا ہوگا جب کہ وہ ''ماکان فیھم'' (ان میں موجود نہ تھے) کے مصداق بھی ہوں گے اور وہ زمانہ ان کے آسمان پر رہنے کا زمانہ ہوگا۔ جس عرصہ میں عیسائیوں نے اپنے عقائد باطلہ گھڑ لئے ہیں۔

۲... چونکہ جب تک ''دام'' کے بعد ''حیا'' کا لفظ نہ آئے۔ اس کے معنی زندہ رہنے کے نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اس کے معنی صرف موجود رہنے کے ہوتے ہیں کیونکہ موجود رہنے کے خلاف، موجود نہ رہنا ہے۔ جو بغیر موت کے زندگی میں بھی ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم منکرین کی عقلوں کو کیا ہو گیا ہے کہ موجود رہنے کے خلاف وہ مرنا کے سوا اور کچھ تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں ہوتے۔

مثال نمبر:ا...وہ لاہور میں موجود نہیں ہے۔ کیا منکرین اس کے معنی یہ کریں گے کہ وہ مر گیا ہے۔ حالانکہ اس کے معنی ہیں وہ کہیں باہر گیا ہوا ہے۔

مثال نمبر:۲... جب رسول کریم ﷺ معراج شریف پر تشریف لے گئے تھے تو آپ ﷺ اس زمانہ میں زمین پر موجود نہ تھے۔ پس کیا آپ ﷺ اس وقت فوت ہو چکے تھے؟ ہرگز نہیں۔

مثال نمبر:۳... جب جبرائیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس تشریف لاتے تھے۔ تو اس وقت آپ (جبرائیل علیہ السلام) آسمان پر موجود نہ ہوتے تھے کیا اس وقت جبرائیل وفات یافتہ ہوتے تھے؟

مثال نمبر:۴... ایک ہوا باز سات دن تک محو پرواز رہا۔ زمین میں موجود نہ رہا تو کیا وہ مرا ہوا تصور ہوگا؟ ہرگز نہیں۔
مثال نمبر:۵... سائنس دان کوشش کررہے ہیں کہ زمین کے باہر چاند وغیرہ دیگر سیاروں اور ستاروں میں جا کر وہاں کے حالات کی تفتیش کریں۔ اگر وہ وہاں چلے جائیں تو یقیناً زمین میں موجود نہ رہیں گے۔ پس کیا وہ مرے ہوئے متصور ہوں گے؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح اب خلائی تسخیر ہوگئی ہے۔ خلا باز ہفتوں وہاں رہتے ہیں اس وقت وہ زمین پر نہیں ہوتے تو کیا وہ فوت ہو جاتے ہیں؟
بعینہ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کچھ زمانہ اس دنیا میں مقیم رہے۔ باقی زمانہ اس سے باہر آسمان پر۔ اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ اس دنیا سے باہر ضرور وہ موت ہی کا شکار رہے ہوں گے؟ ہاں اگر منکرین کا مطلب صحیح ہوتا تو ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں عرض کرتے۔ ''مادمت حیا'' اس وقت بقرینہ لفظ ''حیا'' توفی کے معنی ہم موت لینے پر مجبور ہو جاتے۔ چونکہ انہوں نے لفظ ''فیھم'' استعمال فرمایا ہے۔ اس واسطے توفی کے معنی موت دینا کرنے سے فصاحت کلام مانع ہے۔

حدیث مبارکہ کے تحت منکرین کا شبہ...... اس آیت مبارکہ کے تحت منکرین کی طرف سے بخاری شریف کی حدیث مبارکہ بطور دلیل کے پیش کی جاتی ہے کہ '' قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کے کچھ لوگ جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے کلام کی طرح یہ الفاظ ارشاد فرمائیں گے **(فاقول کما قال عبد الصالح، وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ)**۔ اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی وہی الفاظ بیان فرمائے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ سلام بیان فرمائیں گے لہٰذا ''توفی'' کے جو معنی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے یہاں پر کیے جائیں گے وہی معنی حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے لیے بھی کیے جائیں گے''۔

جواب...... قارئین کرام! ویسے تو ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ سورۃ المائدہ آیت 117 میں ''توفی'' کا معنی وفات کے کرنے سے بھی منکرین کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا البتہ ہم منکرین کے اس شبہ کا جواب بھی ضرور دیں گے کہ اس آیت مبارکہ میں توفی کا معنی حضرت عیسیٰ علیہ سلام اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے مختلف کیوں ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قول مبارک کو بعینہٖ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا قول سمجھنا غلط ہے۔ کیونکہ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ کے عربی متن میں لفظ ''کما'' فرمایا گیا ہے اور جب عربی زبان میں ''کما'' کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس سے تشبیہ میں مکمل تطبیق نہیں ہوا کرتی۔
ذیل میں اس کی مثال ملاحظہ فرمائیں:
☆ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں '' كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ '' (الانبیاء:104)۔ ترجمہ: جس طرح ہم نے پہلی بار تخلیق کی ابتداء کی تھی اسی طرح ہم اسے دوبارہ پیدا کر دیں گے۔
اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں '' كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ '' (الاعراف:29)۔ ترجمہ: جس طرح اس نے تمہیں

ابتداء میں پیدا کیا تھا اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہوگے۔

قارئین کرام! آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی ان دو آیات مبارکہ میں میں لفظ ''کما'' کا استعمال فرمایا ہے۔ کیا کوئی منکر ان آیات مبارکہ میں بھی مکمل تشبیہ دے گا؟ کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلی بار والدین کے ذریعہ سے پیدا کیا تھا تو کیا دوبارہ پھر سے قیامت کے دن وہ ہمیں والدین کے ذریعہ سے پیدا کرے گا؟

لہٰذا جس طرح منکرین ان آیات مبارکہ میں مکمل تشبیہ نہیں دیں گے ویسے ہی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قول مبارک کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے قول مبارک سے مکمل تشبیہ نہیں دی جائے گی یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے لیے توفی کا معنی ''پورا پورا لینے یا اٹھا لینے'' کے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے اس کے معنی وفات کے کیے ہیں۔ علاوہ بریں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات اجماعی طور پر ثابت شدہ ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی حیات اجماعی طور پر ثابت شدہ ہے اور ان دونوں کا انکار ممکن نہیں۔

منکرین کی طرف سے پیش کردہ تیسری آیت مبارکہ

سورۃ آل عمران آیت 144

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ، اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ، وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ، وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۔

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہی ہیں ان سے پہلے بہت سے رُسول گزر چکے ہیں کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ قتل ہو جائیں، تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہرگز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا، عنقریب اللہ تعالیٰ شکرگزاروں کو نیک بدلہ دے گا۔

منکرین کا استدلال...... سورۃ آل عمران کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پہلے رسولوں کے گزر جانے کا ذکر فرما دیا ہے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام بھی شامل ہیں لہٰذا یہ آیت ان کی وفات پر دلیل ہے کیونکہ باقی رسول بھی وفات کے ذریعہ سے گزرے لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ سلام بھی وفات کے ذریعہ ان کے ساتھ ہی گزر گئے۔

جواب...... اللہ تعالیٰ سورۃ الحج کی آیت 75 میں ارشاد فرماتا ہے:

''اللہ رسول چنتا ہے فرشتوں میں سے اور آدمیوں میں سے''۔ اب منکرین سے ہمارا سوال ہے کہ اگر تمہارے بقول حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پہلے تمام رسول گزر چکے یعنی وفات پا چکے ہیں تو کیا تمام فرشتوں کو بھی موت آ گئی ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی رسول چنتا ہے۔

سورۃ آل عمران کی اس آیت 144 میں "قبلہ الرسل" کا لفظ آیا ہے اور کلام اللہ میں رسل کا لفظ واحد پر بھی اطلاق پاتا ہے۔

نوٹ: منکرین یہاں پر یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر کسی لفظ سے پہلے "الف" اور "ل" آجائے تو اس میں تمام شامل ہو جاتے ہیں اس لیے "رسل" سے پہلے "الف اور ل" آتا ہے جس کا مطلب تمام رسول ہے۔

تو ایسے منکرین سے ہمارا سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں بنی اسرائیل کے انبیاء کو ناحق قتل کرنے کے متعلق ارشاد فرماتا ہے "ویقتلون النبین" یہاں پر بھی "نبین" سے پہلے "الف اور ل" آرہا ہے تو کیا اب اس میں بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کو شامل کرلیا جائے کہ وہ سب کے سب ناحق قتل ہوئے؟

سورۃ آل عمران کی اسی آیت مبارکہ 144 میں "رسول گزرنے" کا ذکر آیا ہے اور گزرنے کا مطلب ہرگز وفات کے نہیں ہوتے بلکہ قابل غور بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر "قد خلت" ہی کیوں ارشاد فرمایا؟ جبکہ اللہ تعالیٰ "قد مات" بھی ارشاد فرما سکتے تھے!!! لہٰذا کلام اللہ کا یہ انداز بیاں اسی لیے ہے تا کہ کوئی شخص منکرین کی طرح اس کو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی وفات سے تعبیر نہ کرلے۔ صرف یہی نہیں اگر اس میں تمام رسول شامل کر بھی لیے جائیں تو بھی حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی وفات ثابت نہی ہوتی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا گزرنا ان کے رفع جسمانی سے ہوا اور باقی رسولوں کا گزرنا وفات کے ذریعہ سے ہوا۔ لہٰذا منکرین پر یہ لازم ہے کہ وہ کوئی ایسی آیت پیش کریں جس میں" موت کا لفظ، حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے نام کی صراحت، اور ماضی کا صیغہ" تینوں ایک ساتھ بیان ہوئے ہوں جیسا کہ منکرین کا دعوی ہوتا ہے۔ منکرین اس آیت کو پیش کرتے وقت "قد خلت" کا ترجمہ "موت" کے کرتے ہیں جو کہ ان کی صریح تحریف کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے اور اگر بالفرض محال یہ تسلیم کرلیا جائے کہ اس آیت کی رو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں تو پھر بھی اس آیت کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا ثابت نہیں ہوتا۔

کیونکہ یہ آیت 3 ہجری میں غزوہ احد کے موقع پر نازل ہوء اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے رسولوں کے دنیا سے گزرنے کا ذکر موجود ہے یعنی فوت ہونے کا ذکر موجود ہے۔

جبکہ یہ بات ذہن میں آسکتی تھی کہ سیدنا عیسیٰ علیہ سلام بھی تمام رسولوں کے ساتھ گزر چکے ہیں یعنی فوت ہو چکے ہیں۔

تو اس اسکا جواب 10 ہجری میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر 75)

ترجمہ: مسیح ابن مریم تو ایک رسول تھے، اس سے زیادہ کچھ نہیں، ان سے پہلے (بھی) بہت سے رسول گذر چکے ہیں، اور ان کی ماں صدیقہ تھیں۔

اس آیت مبارکہ سے یہ پتہ چلا کہ پہلے والی آیت جو 3 ہجری میں نازل ہوئی اگر اس کی وجہ سے سیدنا عیسی علیہ السلام کے زندہ آسمان پر موجود ہونے کے بارے اگر کوئی اشکال ذہن میں آ بھی سکتا تھا تو وہ 10 ہجری میں نازل ہونے والی آیت سے دور ہو گیا۔

الوہیت مسیح کورد کرنے کا بہترین موقع...... قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی الوہیت کو قرآن مجید میں کئی جگہ پر مختلف انداز میں رد فرمایا ہے لیکن کہیں پر بھی واضح الفاظ کیساتھ موت کا ذکر کر کے الوہیت کا رد نہیں فرمایا جبکہ الوہیت مسیح کا رد کرنے کے لیے وفات کے ذکر سے بہتر اور کیا تھا؟ اور اس آیت مبارکہ سورۃ المآئدہ :75 میں بھی اللہ تعالیٰ نے الوہیت مسیح کورد تو فرمایا لیکن اس میں بھی انکی وفات کا کوئی ذکر تک نہیں کیا۔

نصاریٰ کی تصدیق کرنے والے...... جو منکرین ''قد خلت'' کا معنی ''موت'' کے کرتا تو وہ سورۃ المآئدہ آیت :75 میں نصاریٰ کے الوہیت مسیح کے عقیدے کو مزید قوت بخشتا ہے کیونکہ اگر اسکا ترجمہ موت تسلیم کرلیا جائے تو پھر نصاریٰ یہ دلیل دیں گے کہ ''دیکھو اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام سے پہلے رسولوں کے گزرنے کا تو ذکر ہے لیکن خود حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے گزرنے کا ذکر نہیں کیونکہ وہ خدا جو ہیں اور خدا کبھی مرتا نہیں۔

اور اگر بالفرض محال یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ اس آیت کی رو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں تو پھر بھی عیسی علیہ السلام فوت شدہ ثابت نہیں ہوتے کیونکہ عیسی علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونا تو قرآن کی نص، احادیث اور تواتر کی وجہ سے ثابت ہے اور ان کو اس عام حکم سے استثناء حاصل ہے۔

نوٹ: منکرین یہاں پر یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو کس دلیل تحت استثناء دیا گیا ہے تو ہمارا ان سے سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے "بیشک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا" (سورۃ دھر آیت 2)

اب منکرین بتائیں کہ کیا اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام بھی شامل ہیں؟ جبکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ لہٰذا جس طرح منکرین اس آیت مبارکہ میں انہیں جیسے اشتثناء دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔

ہوسکتا ہے کہ کوئی منکر لاجواب ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی بن باپ ولادت کا انکار کردے۔۔۔۔ تو ایسے منکرین سے ہمارا پھر سے سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ رعد میں ارشاد فرماتا ہے ''وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۔ (سورۃ رعد آیت 38)

ترجمہ: ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا کسی رسول سے نہیں ہوسکتا کہ کوئی نشانی بغیر اللہ کی اجازت کے لے آئے ہر مقررہ وعدے کی ایک لکھت ہے۔

اب منکرین جواب دیں کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ سلام نے بھی شادی کی تھی؟ جبکہ اس آیت کے بقول تو تمام رسولوں کو بیوی بچوں والا بنائے جانے کا ذکر ہو رہا ہے! لہٰذا اب جس دلیل کے تحت منکرین حضرات، حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو استثناء دیں گے ویسے ہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔

حکم عام والی آیات اور منکرین کے شبہات...... اب جب یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے لیے پورے قرآن مجید میں ان کے نام کی صراحت اور ماضی کے صیغہ کیساتھ موت کا ذکر کہیں پر بھی نہیں ہوا تو منکرین کی طرف سے وفات مسیح کے ثبوت میں حکم عام والی آیات کو پیش کیا جاتا ہے۔ حکم عام سے مراد وہ آیات ہیں کہ جن میں بظاہر تو حکم کا اطلاق تمام لوگوں پر پایا جاتا ہے لیکن بعض لوگ کسی خاص وجہ سے اس حکم میں شامل نہیں ہوتے ہیں، اس پر چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

1: ''اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اولاد کو وراثت میں حصہ دینے کا حکم ارشاد فرمایا جبکہ اگر بیٹا باپ کا قاتل ہوا تو وہ اپنے باپ کی وراثت سے محروم ہو جائے گا۔ اب اللہ کا حکم تو عام ہے لیکن قاتل اولاد اللہ کے اس حکم سے باہر ہے۔''

2: ''اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ دھر میں ارشاد فرمایا کہ '' بیشک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے بنایا '' اس آیت مبارکہ کے مطابق ہر انسان ملے جلے نطفے سے پیدا ہوا جبکہ سب کو معلوم ہے کہ حضرت آدم علیہ سلام اور حضرت عیسیٰ علیہ سلام بن باپ کے پیدا ہوئے لہٰذا اس آیت میں یہ دونوں انبیاء کرام شامل نہیں۔''

قارئین کرام! یہ دو مثالیں آپ کے سامنے حکم عام کے مسئلہ کو سمجھانے کے لیے پیش کی گئی ہیں کیونکہ اگر یہ نہ کیا جائے تو قرآن اور صحیح احادیث کی تکذیب لازم آئے گی جو کہ درست نہیں۔ اسی طرح جب منکرین کی طرف سے وفات مسیح کی دلیل پر کوئی ایسی آیت پیش کی جائے کہ جس میں حکم عام پایا جاتا ہو تو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو مستثنیٰ سمجھا جائے گا۔

اس پر منکرین سے بات کرنے کا طریقہ..... جب بھی کوئی آپ کے سامنے کوئی ایسی آیت پیش کرے کہ جس کا تعلق عیسیٰ علیہ سلام کی ذات سے بھی نہ ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کسی اور مقصد کے تحت ارشاد فرما رہے ہوں تو منکرین سے صرف اتنا سوال پوچھا جائے کہ.... جو آیت آپ پیش کر رہے ہیں کیا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی وفات بتانے کے لیے نازل فرمایا ہے؟...... منکرین کی طرف سے آپ کے اس سوال کا یقیناً ایک ہی جواب دیا جائے گا اور وہ یہ ہوگا ''نہیں۔''

جب منکرین یہ اقرار کر لیں کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے وفات مسیح کو بتانے کے لیے نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے نازل فرمائی ہے تو ان سے سیدھا کہہ دیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو وفات مسیح کے طور پر نازل نہیں فرمایا تو پھر آپ کیوں اس سے وفات مسیح کو ثابت کر رہے ہیں؟........ اس پر منکرین کی طرف سے ایک ہی بات کی جائے گی کہ اس آیت کو بیشک کسی اور وجہ سے نازل فرمایا گیا ہے لیکن پھر بھی اس سے وفات مسیح کی دلیل ضرور لی جا سکتی ہے........ اس پر ہم پھر سے منکرین سے کہیں گے کہ قرآن کی آیت سے تو وفات مسیح کی دلیل آپ اپنے ذہن کے مطابق لے رہے ہیں جبکہ آپ کا دعویٰ تو یہ تھا کہ ''اللہ نے عیسیٰ علیہ سلام کو وفات دے دی'' لہٰذا ہمیں اپنے دعوے کے مطابق کوئی صریح آیت دیکھائی جائے۔

ہمارے اس اصول کی وجہ کیا ہے؟..... درج بالا سوالات کی صورت میں بیان کردہ اصول اس لیے ضروری ہے

کیونکہ اگر ہر کوئی اپنی طرف سے آیات کا مطلب نکالنا شروع کردے گا تو پھر دین اسلام کا کوئی بھی عقیدہ نہیں بچ سکتا یہاں تک کہ بنیادی عقیدہ ختم نبوت بھی۔اس کی ایک مثال یہ ہے کہ مرزا غلام قادیانی نے اپنے متعلق کہا کہ" **سارا قرآن میرے ذکر سے بھرا پڑا ہے**"اب جب ہم قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا ذکر قرآن کی کونسی آیت میں ہے؟ تو اس پر بھی وہ منکرین کی طرح آیات پیش کرکے اپنے ذہن کے مطابق تاویلات فاسدہ سے کام چلاتے ہیں۔اسی طرح اہل تشیع حضرات اپنے عقیدہ امامت کے لیے قرآن مجید کی آیات پر اپنی من مرضی سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں فلاں آیات سے امامت کا ثبوت ملتا ہے تو کیا اب انکی دلیل کو تسلیم کیا جائے گا؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ اصولی طور پر غلط ہے۔لہٰذا دعوی اگر خاص ہوگا تو دلیل بھی خاص دینی پڑے گی۔اب ہم منکرین کی طرف سے قرآن سے پیش کردہ باطل استدلال کا جواب اختصار سے پیش کرتے ہیں۔

منکرین کے چند مشہور شبہات کے جوابات

شبہ 1..... اللہ تعالیٰ سورۃ المآئدہ آیت 75 میں فرماتا ہے کہ " مسیح اور اس کی ماں کھانا کھایا کرتے تھے " اس سے ثابت ہوا کہ وہ اب کھانا نہیں کھاتے کیونکہ بات زمانہ ماضی کی ہورہی ہے اور اگر عیسیٰ علیہ سلام زندہ ہیں تو وہ کھانا کھائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔

جواب..... آپ نے لفظ " تھے " سے یہ نتیجہ نکال لیا کہ عیسیٰ علیہ سلام زمانہ ماضی میں فوت ہوگئے جبکہ آپ کا یہ استدلال بلکل باطل ہے اس کو ایک مثال سے سمجھیے۔ " زید اور بکر دو دوست ہیں جو کہ ساتھ رہتے ہیں اور ساتھ ہی کھانا بھی کھاتے ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ بکر کی موت ہوجاتی ہے۔اب زید اپنے کسی دوسرے دوست عمر سے کہتا ہے کہ " ایک وقت تھا کہ میں اور بکر ساتھ رہتے تھے اور کھانا کھایا کرتے تھے"۔۔اب کیا زید کے اس جملہ سے کوئی کیسے یہ کہہ سکتا ہے کہ زید اور بکر دونوں کی وفات ہوگئی ہے؟ پس یہ واضح ہو گیا کہ کسی شخص کا ماضی کے صیغہ کیساتھ ذکر کرنا اس کی وفات کی دلیل نہیں ہے۔
اب رہی بات کہ عیسیٰ علیہ سلام اگر زندہ ہیں تو وہ کھانا کیسے کھاتے ہونگے تو اس فکر کرنے کی نہ ہمیں ضرورت ہے اور نا ہی منکرین کو کیونکہ جو اللہ کی ذات عیسیٰ علیہ سلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھانے پر قادر ہے وہ ان کے کھانے کا انتظام بھی بہتر کرسکتا ہے۔

شبہ 2..... اللہ تعالیٰ سورۃ اعراف آیت 24 اور 25 میں انسان سے فرماتا ہے کہ" تمہارے لیے زمین میں کچھ عرصہ کا قیام ہے اور کچھ مدت کے لیے فائدہ اٹھانا ہے۔تم اسی میں زندہ رہوگے اسی میں مروگے اور اسی سے نکالے جاؤگے"۔۔اس فرمان الٰہی سے معلوم ہوا کہ زندہ رہنے کی جگہ صرف زمین ہے اور انسان کو موت بھی اسی زمین پر آئے گی نا کہ کہیں اور لہٰذا اگر عیسیٰ علیہ سلام زندہ ہوتے تو اسی زمین میں ہوتے۔

جواب..... اوّل تو اس آیت میں بھی حکم عام پایا جاتا ہے اور حکم عام کا اصول اور اس پر بات کرنے کا طریقہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں لہٰذا اس کا اطلاق عیسیٰ علیہ سلام پر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس سے ان کے رفع و نزول کی بابت نصوص قطعیہ کی تکذیب لازم آئے گی۔
دوسری بات اگر کوئی شخص جہاز میں سفر کرتے وقت وفات پا جائے جبکہ وہ اس وقت ہوا میں ہوگا نا کہ زمین پر تو اس پر منکرین کیا جواب دیں گے؟ لہٰذا جو جواب انکا ہوگا وہی ہمارا سمجھ لیں۔ رہی بات عیسیٰ علیہ سلام کو اسی زمین پر وفات ملنے کی تو اس بات کے مسلمان بھی قائل ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ سلام قرب قیامت نزول فرمائیں گے تو یہاں پر اپنی زندگی کی مدت پوری فرمائیں گے اور اسی زمین پر وفات پانے کے بعد روزہ رسول میں مدفون ہونگے۔

شبہ 3..... اللہ تعالیٰ سورۃ النحل آیت 20 اور 21 میں ارشاد فرماتا ہے کہ '' اور جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کرتے جبکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں اور شعور نہیں رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔'' حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو بھی معبود مانا گیا جو کہ شعور رکھتے تھے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے لہٰذا ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ سلام فوت ہو گئے۔

جواب..... اوّل تو اس آیت میں بھی حکم عام کی وجہ سے عیسیٰ علیہ سلام شامل نہیں دوسری بات اگر منکرین کی اس دلیل کو مان لیا جائے تو سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو ان کی زندگی میں ہی معبود بنا لیا جائے ان کے متعلق منکرین کیا جواب دیں گے؟ کیا انہیں اس آیت سے خارج سمجھیں گے؟ جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انکی زندگی میں ہی ابن سبا نامی یہودی نے معبود بنا لیا تھا جس کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی زمانہ جاہلیت کی طرح جعلی پیری فقیری والے لوگوں کو ان کے غالی مرید اپنا رب سمجھ لیتے ہیں کہ یہاں تک کہ انکو سجدے بھی کرتے ہیں جبکہ وہ سب پیر فقیر ان کے سامنے زندہ موجود ہوتے ہیں۔۔۔ تو بتائیے کہ ان سب لوگوں کے متعلق منکرین کیا جواب دیں گے؟ کیا ان کے زندہ ہوتے ہوئے بھی انکو مردہ شمار کریں گے یا پھر انہیں استثناء دیں گے؟

شبہ 4..... اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء آیت 34 اور 35 میں ارشاد فرماتا ہے'' اور ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہمیشگی نہیں دی کیا اگر آپ مر گئے تو وہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔ ہر جاندار موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔'' اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی ہمیشہ زندہ نہیں رہے گا ہر شخص عمر گزرنے کیساتھ ساتھ اپنی موت کی طرف گامزان ہے جس میں عیسیٰ علیہ سلام بھی شامل ہیں لہٰذا وہ بھی فوت شدہ ثابت ہوئے۔

جواب..... ہم پہلے ہی یہ واضح کر چکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ سلام ہمیشہ زندہ نہیں رہیں گے بلکہ وہ اپنی زندگی کی مدت پوری کرنے کے بعد

وفات پائیں گے لہٰذا ہمارے دعوے کے مطابق ہمارے رد میں دلیل پیش کی جائے۔

شبہ 5..... سورۃ صف آیت 6 میں عیسیٰ علیہ سلام نے اپنے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا آنا بتا رہے ہیں '' کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔'' پس ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ سلام فوت ہو گئے کیونکہ اب اگر عیسیٰ علیہ سلام دوبارہ آئیں گے تو ترتیب خراب ہو جائے گی۔

جواب..... معلوم نہیں کہ دنیا کی کونسی کتاب میں لفظ '' بعد '' کا مطلب موت کے لکھے ہیں کہ منکرین نے اس سے وفات مسیح کی دلیل پکڑ لی۔ اگر '' بعد'' کا مطلب موت کے ہوتا ہے تو سورۃ اعراف آیت 148 میں موسیٰ علیہ سلام کے متعلق بیان ہوا ہے کہ'' موسیٰ کی قوم نے ان کے جانے کے''بعد'' بچھڑے کو اپنا معبود بنالیا جس کے بعد جب موسیٰ علیہ سلام واپس تشریف لائے تو انہیں اسکا شدید رنج ہوا۔'' اب ہم پوچھتے ہیں کہ اس آیت میں بھی موسیٰ علیہ سلام کے لیے لفظ'' بعد '' استعمال ہوا ہے تو کیا یہاں پر بھی موسیٰ علیہ سلام کی وفات مراد لی جائے گی؟ ہرگز نہیں! رہا یہ مسئلہ کہ عیسیٰ علیہ سلام کے دوبارہ آنے سے ترتیب خراب ہو جائے گی تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ دنیا میں آنے کی ترتیب ضرور ہے لیکن دنیا سے جانے کی کوئی ترتیب نہیں ہے، جیسا کہ پہلے باپ دنیا میں آتا ہے پھر بیٹا اور پھر پوتا لیکن جب ان میں سے کسی کی بھی وفات ہوتی ہے تو اس میں ترتیب مختلف پائی جاتی ہے کہ کبھی باپ کی زندگی میں ہی بیٹا باپ سے پہلے فوت ہو جاتا ہے تو کبھی دادے کی زندگی میں اسکا پوتا۔

شبہ 6..... بائبل سے پتا چلتا ہے کہ یہودی عیسیٰ علیہ سلام کو صلیب کی لعنتی موت دینا چاہتے تھے اور نصاریٰ بھی عیسیٰ علیہ سلام کے لیے صلیب کی لعنتی موت کا عقیدہ رکھتے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام کا رفع جسمانی نہیں بلکہ روحانی رفع کر کے انہیں عزت بخشی اور انہیں یہود و نصاریٰ کے لعنتی موت کے عقیدے سے پاک فرمایا۔

جواب..... منکرین کا دعویٰ تو یہ تھا کہ وفات عیسیٰ کو قرآن سے ثابت کیا جائے گا لیکن جب بات نہ بنی تو بائبل جیسی منحرف و مبدل شدہ کتاب کا سہارا لینے لگ گئے۔ خیر ہم اس پر بھی تسلی کروا دیتے ہیں۔

تورات کے مطابق جب کوئی ملزم جس سے کوئی سنگین جرم سرزد ہو تو اسے مار ڈالا جائے اور اس کے بعد اس کی لاش کو درخت سے لٹکایا جائے دیکھیے'' **استثنا باب 21 جملہ 22**۔'' تورات کے اس قانون سے معلوم ہوا کہ یہودی مجرم کو پہلے قتل کرتے تھے اس کے بعد اس کی لاش کو درخت سے لٹکاتے تھے جبکہ قرآن نے **وما قتلوہ** فرما کر یہودیوں کا رد کر دیا اور قرآن کے اس اعلان سے یہ ثابت ہوا کہ یہودی عیسیٰ علیہ سلام کو قتل نہ کر سکے، تو جب وہ انہیں قتل ہی نہ کر سکے تو پھر صلیب پر چڑھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہودی پہلے قتل کرتے تھے اس کے بعد لاش کو لٹکاتے تھے۔ اب منکرین ہمیں جواب دیں کہ وہ یہودیوں کی مانیں گے یا قرآن کی؟

اب رہی بات نصاریٰ کی تو ان کا یہ عقیدہ رکھنا کہ عیسیٰ علیہ سلام نے ان کے لیے صلیب پر چڑھ کر معاذ اللہ لعنتی موت کو قبول کیا تو اس کا رد بھی اللہ نے قرآن میں **وما صلبوہ** فرما کر کر دیا لہٰذا اب منکرین ہمیں جواب دیں کہ وہ کس کی مانیں گے؟ قرآن کی یا نصاریٰ کی؟
یہاں پر یہ بات بھی سمجھ لیں کہ منکرین دھوکہ دیتے ہوئے بائبل میں سے غلطیوں کی عبارت کا حوالہ دیتے ہیں جو کہ انجیل کا حصہ ہے۔ چونکہ عوام الناس کو بائبل کا اتنا علم نہیں ہوتا تو وہ منکرین کے اس دھوکے کو سمجھ نہیں پاتے۔ اس لیے یہ بات یاد رکھیں کہ عیسیٰ علیہ سلام کے دشمن یہودی تھے اور وہی اپنے قانون کے مطابق انہیں قتل کرنا چاہتے تھے اور تورات کے مطابق یہودیوں کا قانون کیا تھا وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں لہٰذا انجیل کا کوئی حوالہ کسی کام کا نہیں کیونکہ یہودی انجیل کے منکر ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد رہے کہ قرآن نے عیسیٰ علیہ سلام کے قتل ہونے کا پوری قوت کیساتھ رد فرمایا ہے لہٰذا جب وہ قتل ہی نہ ہوئے تو صلیب پر بھی نہ چڑھائے جا سکے اور اس ایک بات میں یہودیوں کیساتھ ساتھ نصاریٰ کے عقیدہ کا بھی رد ہو گیا، الحمد اللہ۔

خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر شبہ..... منکرین کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلام والہ وسلم کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ کو وفات مسیح پر بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے اور یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ دیکھو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی طرح آسمان پر چلے گئے ہیں اور جو انہیں وفات شدہ کہے گا میں اس کی گردن اتار دوں گا، اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قد خلت من قبلہ الرسل آیت پڑھی جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل نیچے گر گئے اور سمجھے کہ شاید یہ آیت آج نازل ہوئی ہے۔۔۔ پس ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کا وفات مسیح پر اجماع ہو گیا تھا۔

جواب..... اوّل تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گھٹنوں نے بل زمین پر گرنا اور شدید صدمہ لینا یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال کی وجہ سے تھا نا کہ اس وجہ سے کہ عیسیٰ علیہ سلام کی وفات ہوگئی جیسا کہ منکرین سمجھتے ہیں۔
دوسری بات۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی طرح زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں یہ ہمارے عقیدہ رفع و نزول کی تائید کرتا ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ صحابہ کرام کا بھی حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے متعلق یہی عقیدہ تھا کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو آیت پڑھی اس کا جواب ہم اوپر پہلے ہی دے چکے ہیں اب صرف اتنا عرض کر دیتے ہیں اس سارے واقعے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہیں پر بھی اس بات سے رجوع نہیں فرمایا کہ عیسیٰ علیہ سلام زندہ آسمان پر چلے گئے البتہ اس پر منکرین سے یہ سوال ضرور پوچھنا چاہیے کہ آخر ایک جلیل القدر صحابی رسول میں یہ عقیدہ کیسے آ گیا؟ اگر یہ عقیدہ خلاف قرآن تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی صحابہ کی اس ۷۷ پر اصلاح کیوں نہ فرمائی؟

کچھ نزول کے متعلق...... قارئین کرام! جب آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے آسمان کی طرف جسمانی رفع کو ثابت کر

دیا تو پھرانکے نزول کو ثابت کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی کیونکہ نزول اسی کا ہوگا جس کا رفع ہوا اور عیسیٰ علیہ سلام نے بھی آخر موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور اسی زمین میں مدفون ہونا ہے اور یہ سب ان کے نزول کے بعد ہی ممکن ہے۔ جب منکرین عیسیٰ علیہ سلام کے جسمانی رفع کو تسلیم کریں گے تو پھر ان کیساتھ نزول کی بحث کرنا لایعنی بن جائے گی لہٰذا ہم اب اس پر مزید کوئی کلام نہیں کریں گے۔

عقلی سوالات کا حل...... منکرین کی طرف سے بطور اعتراض عقلی سوالات بھی بہت کیے جاتے ہیں تو اس حوالے سے یہ یاد رکھیں کہ ہم یہاں پر ایک غیر معمولی واقعہ اور معجزے کو قرآن سے ثابت کر رہے ہیں۔ منکرین سے پہلے رفع جسمانی پر گفتگو مکمل کی جائے اس کے بعد ان کے عقلی سوالات کی طرف جایا جائے۔ جب منکرین رفع جسمانی کو تسلیم کرلیں تو اس کے بعد ان کے تمام عقلی سوالات جیسے کہ ''عیسیٰ علیہ سلام ناری کروں میں سے صحیح سلامت کیسے گزر گئے؟ عیسیٰ علیہ سلام آسمان پر کیا کھاتے پیتے ہونگے؟ عیسیٰ علیہ سلام جب واپس آئیں گے تو کیا وہ بوڑھے ہو چکے ہونگے؟ وغیرہ۔''

ان سب سوالات کا ایک ہی معقول جواب ہے اور وہ یہ ہے کہ جو ذات باری تعالیٰ عیسیٰ علیہ سلام کو زندہ جسم سمیت آسمان پر اٹھا سکتی ہے وہ انکی خوراک کا انتظام اور آسمان پر زندگی کی حفاظت بھی کر سکتی ہے لہٰذا اس پر کسی کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

یہ جواب منکرین کو اسی صورت میں دیا جاسکتا ہے جب وہ عیسیٰ علیہ سلام کے رفع جسمانی کے قائل ہونگے اور اگر وہ رفع جسمانی کے قائل نہیں تو ان کے عقلی سوالات کے جواب دینا بھی فضول ٹھہرا۔

قارئین کرام! اب تک ہم نے آپ کے سامنے منکرین کے متضاد عقائد، انکی خیانتیں اور انکے شبہات کے جوابات کو نہایت آسان انداز میں پیش کیا ہے اور جہاں تک ممکن ہوسکا ہے آسان کر کے سمجھایا ہے کہ جس کے بعد کسی دوسری طرف جانے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی البتہ اس کے علاوہ قادیانی جماعت کی طرف سے وفات مسیح کے دلائل جو پیش کیے جاتے ہیں ہم اختصار کی خاطر انہیں یہاں پر پیش نہیں کر رہے لیکن اگر آپ انکے جوابات حاصل کرنا چاہیں تو درج ذیل چند کتب میں سے کسی کا بھی مطالعہ فرمالیں:

1: **قادیانی شبہات کے جوابات حصہ دوم** ، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

2: **حیات سیدنا مسیح علیہ سلام** ، محترم حضرت مولانا محمد مغیرہ صاحب

3: **ردقادیانیت کے زریں اصول** ، سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ

4: **ختم نبوت کورس** ، حضرت مولانا سعد کامران صاحب

ان کتب میں قادیانیوں کی طرف سے پیش کردہ تیس آیات جو کہ وفات مسیح پر بطور دلیل کے پیش کی جاتی ہیں ان سب کے جوابات دیے گئے ہیں لہٰذا قارئین ان کتب سے بھی استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

حصہ دوم

اب کچھ غامدی صاحب کے حوالے سے..... قادیانیوں کے بعد غامدی صاحب وہ شخص ہیں کہ جنکی طرف سے عقیدہ حیات مسیح پر نت نئے اعتراضات پیش کیے گئے جن میں سے بعض اعتراضات تو نئے اور بعض اعتراضات دیگر منکرین سے لیے گئے ہیں۔اب ہم غامدی صاحب کے اعتراضات کے جوابات آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ہم اس پر ایک الگ سے کتابچہ تصنیف کر چکے ہیں جسے یہاں پر شامل کیا جا رہا ہے۔

فہرست عنوانات

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام اور غامدی شبہات کے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دین اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات میں سے ایک اہم عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے رفع و نزول کا بھی ہے۔ یہ عقیدہ ضروریات دین میں شامل ہے جو کہ قرآن مجید کی نصوص قطعیہ ، احادیث متواترہ، اور اجماع امت سے ثابت شدہ ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ دشمنان اسلام کی نظر ہو گیا اور اس کے مخالف عقیدہ وفات مسیح کو گھڑ لیا گیا۔ شروعات میں کچھ معتزلیوں اور خارجیوں نے اس عقیدے کا انکار کیا اور برصغیر پاک وہند میں انگریزی استعماری دور میں سب سے پہلے اس عقیدے کا انکار منکر حدیث سرسید احمد خاں اور مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا لیکن مرزا قادیانی نہ صرف اسکا انکار کیا بلکہ خود دعویٰ مسیحیت کر دیا۔ دور حاضر میں استشراقی نظریے کے حامل ایک میڈیا سکالر جاوید احمد غامدی بھی رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام کا انکار کیے ہوئے ہیں لیکن ان کے اور باقی منکرین کے عقیدے میں بس اتنا فرق ہے کہ باقی منکرین صرف وفات عیسیٰ کے قائل ہیں جبکہ یہ موصوف وفات کیساتھ عیسیٰ علیہ سلام کے رفع جسمانی کے بھی قائل ہیں جسکی تفصیل ہم ان شاء اللہ آگے چل کر پیش کریں گے۔

غامدی صاحب نے اس حوالے سے اپنی کتاب میزان میں جو کچھ بھی لکھا وہ سب اختصار کیساتھ لکھا لیکن اس کی تفصیل کو انہوں نے اپنے یوٹیوب چینل پر اپلوڈ ہونے والے وڈیو لیکچرز میں ریکارڈ کروایا جس پر انہوں نے مختلف شکوک وشبہات پیدا کیے لہٰذا ہم انہی وڈیو لیکچرز میں سے اخذ کردہ غامدی صاحب کے شبہات کا جواب عرض کرنے لگے ہیں۔

غامدی صاحب سے رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام کی بابت ان کے عدم اطمینان کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں درج ذیل وجہ بیان کی۔

"حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے زندہ آسمان پر جانے اور واپس نازل ہونے کا عقیدہ اگر اس قدر اہم ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو قرآن مجید میں ضرور بیان فرماتا کیونکہ ایک جلیل القدر پیغمبر کا زندہ آسمان

سے نازل ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے لیکن موقع بیان کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اسے بیان نہیں فرمایا۔“

جواب: جاوید غامدی کے اپنے عدم اطمینان کی اس وجہ کو بیان کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے موصوف کی منشاء کے مطابق قرآن مجید نازل ہونا چاہیے تھا جو کہ ان کی عقل سلیم پر پورا اترتا۔ جناب جاوید غامدی کہتے ہیں کہ

"موقع بیان کے باوجود اللہ نے قرآن میں نزول عیسیٰ کا کہیں کوئی ذکر نہیں فرمایا الخ۔"

ہم عرض کرتے ہیں کہ غامدی صاحب اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں الوہیت مسیح کے رد میں ارشاد فرماتا ہے۔

"مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔وَ أُمُّهُ صِدِّيقَةٌ۔كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ۔انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ" (سورۃ المآئدہ آیت 75)

ترجمہ: مسیح ابن مریم تو صرف ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ تھی۔ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھو تو ہم ان کے لئے کیسی صاف نشانیاں بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ کیسے پھرے جاتے ہیں؟

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے رسول اللہ ہونے اور انکے کھانا کھانے کا بتلا کر عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح کو رد فرمایا ہے اور عیسائیوں کو یہ سمجھایا ہے کہ (دیکھو تم جس کی عبادت کرتے ہو وہ تو ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور یہ کھانا بھی کھاتا تھا جبکہ خدا کھانا نہیں کھاتا وہ تو بھوک سے پاک ہوتا ہے) لیکن موقع بیان کے باوجود یہاں پر اللہ تعالیٰ نے وفات عیسیٰ کا بیان نہیں فرمایا جبکہ یہ بہترین موقع تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی وفات کا واضح ارشاد فرما کر عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح کو رد فرما دیتا لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا..... آخر کیوں؟ پھر صرف یہی نہیں اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا مختلف انداز میں ذکر فرمایا اور مختلف انداز میں ان کے متعلق الوہیت کے عقیدے کو رد فرمایا لیکن موقع بیان کے باوجود کہیں پر بھی تین چیزوں کو ایک ساتھ بیان نہیں فرمایا۔

1: حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا نام،

2: لفظ موت کی صراحت،

3: ماضی کا صیغہ۔

یہ تینوں باتیں پورے کلام پاک میں کہیں پر بھی ایک ساتھ بیان نہیں فرمائی گئیں۔ اب ہم جاوید غامدی سے سوال عرض کرتے ہیں کہ کیا تھا اگر اللہ تعالیٰ ان تینوں کو ایک ساتھ بیان فرمادیتے تاکہ امت مسلمہ میں ایک جلیل القدر پیغمبر کے متعلق ایسا کوئی بڑا اختلاف سرے سے پیدا ہی نہ ہوتا اور الوہیت مسیح کا رد بھی ہوجاتا!
اللہ تعالیٰ نے جہاں یہود و نصاریٰ کے عیسیٰ علیہ سلام سے متعلق دیگر دعواجات کو باطل قرار دیا ہے وہاں پر ان کی موت کا صراحت کے ساتھ واضح ارشاد کیوں نہیں بیان فرمایا؟

غامدی صاحب کہتے ہیں کہ نزول مسیح کا عقیدہ کوئی معمولی عقیدہ نہیں ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ کیا الوہیت مسیح کا باطل عقیدہ کوئی معمولی عقیدہ ہے؟ جس کے رد میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام کی موت کو واضح بیان کیے بغیر ایسے ہی چھوڑ دیا!

غامدی صاحب سے احادیث کی بابت اپنے عدم اطمینان کی درج ذیل وجہ پیش کی۔
حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا نزول اگر ایمانیات اور علامات قیامت میں سے ہوتا یا پھر اس کی اتنی ہی اہمیت تھی تو پھر اس واقعہ کا ذکر حدیث کی قدیم ترین کتب صحیفہ ہمام بن منبہ اور امام مالک کی مؤطا میں ضرور ہونا چاہیے تھا لیکن آپ مؤطا امام مالک کو شروع سے لے کر آخر تک پڑھ لیں کہیں پر بھی نزول عیسیٰ علیہ سلام سے متعلق کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔ (غامدی مؤقف)

جواب:

غامدی صاحب کے عدم اطمینان کی اس وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا غامدی صاحب کے نزدیک پورا کا پورا دین اسلام صحیفہ ہمام بن منبہ اور مؤطا امام مالک میں ہی بیان ہوا ہے جس کے بعد کسی اور کتاب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کی جلالت قدر اپنی جگہ لیکن کیا پوری امت کے اجماعی مؤقف اور جلیل القدر آئمہ دین وسلف صالحین کے مقابلہ پر مؤطا امام مالک کو دلیل بنا کر پیش کرنا کیا درست بات ہے؟ کیا ایک اجماعی اور متواتر عقیدے کو صرف اس بنیاد پر رد کردینا چاہیے کہ یہ عقیدہ امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے اپنی مؤطا میں نقل نہیں فرمایا؟

غامدی صاحب آپ کا احادیث کی امہات کتب کا اصول کہاں گیا اب؟ کہ آپ ہی تو یہ کہتے ہیں کہ مؤطا، بخاری اور مسلم حدیث کی امہات کتب ہیں اور جب آپ کو اپنا کوئی مؤقف ثابت کرنا ہوتا ہے تو اس کے لیے آپ

حدیث تو کیا تاریخی کتب سے بھی استدلال کرنے سے باز نہیں آتے چاہے وہ کسی بھی مؤرخ کی لکھی ہوئی ہو لیکن دوسری طرف عالم یہ ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ سلام جیسے ایک اہم عقیدے کی اہمیت کو گھٹانے کے لیے آپ اس کے لیے مؤطا امام مالک کی شرط لگا رہے ہیں! جبکہ بخاری و مسلم میں ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوری صراحت کیساتھ عیسیٰ علیہ سلام کے نزول کی صرف پیشنگوئی ہی بیان نہیں فرمائی بلکہ اس پر اللہ کی قسم بھی کھائی ہے۔

ہم غامدی صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ جناب مؤطا امام مالک میں تو کتاب الایمان بھی درج نہیں ہے تو کیا اسکا مطلب یہ سمجھا جائے کہ امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں ایمانیات کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہے!

لہٰذا اس پر جو جواب موصوف کا ہو گا وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں، **فما کان جوابکم فھو جوابنا**

پھر غامدی صاحب کا کہنا ہے کہ قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے نزول فرمانے سے متعلق بالکل خالی ہے اگر ایسا کوئی غیر معمولی واقعہ بھی پیش ہونا ہوتا تو اسکا ذکر قرآن مجید میں ضرور ہوتا۔

اب یہاں پر ہم ایک بات پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر بالفرض قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے نزول کو صراحت کے ساتھ بیان بھی فرما دیتا پھر بھی غامدی صاحب نے اس کو قبول نہیں کرنا تھا بلکہ اس کی کوئی باطل تاویل کر کے رد کر دینا تھا اور ہمارے اس دعویٰ کی دلیل خود غامدی صاحب کی فکر ہے، اس پر چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

1: قرآن مجید بائبل میں موجود کتب کو پوری قوت کیساتھ محرف و مبدل قرار دیتا ہے جبکہ غامدی صاحب کے نزدیک ان کتب کا بعض حصہ الہامی ہے بلکہ غامدی صاحب کے مطابق تورات و انجیل کا مطالعہ کرنے سے ایمان بھی تازہ ہوتا ہے۔

2: قرآن مجید **ولا تقربوا الزنی** فرما کر زنا کے قریب جانے سے بھی منع فرماتا ہے جبکہ غامدی صاحب کسی مرد کا نامحرم عورت کیساتھ مصافحہ کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں جس سے زنا کا دروازہ کھلتا ہے۔

3: اللہ تعالیٰ نے قانون شہادت کے معاملے میں واضح اور دوٹوک انداز میں ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے گواہ تم میں سے ہونے چاہیے یعنی مسلمان ہونے چاہیے لیکن غامدی صاحب اسکا انکار کرتے ہوئے غیر مسلم کو بھی گواہی کا حق دیتے ہیں اور قرآنی فیصلے کو مذہبی تفریق سمجھتے ہیں۔

4: اسی طرح قانون شہادت کے معاملے میں عورت کی گواہی کی بابت قرآن مجید نے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کا حکم دیا ہے لیکن غامدی صاحب اس کے بر خلاف کہتے ہیں کہ یہ کوئی نصابِ شہادت نہیں ہے بلکہ ایک معاشرتی ہدایت ہے اور یہ ایسا نہیں ہے کہ عدالت میں مقدمہ اسی وقت ثابت ہو گا جب دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دینے کے لیے آئیں۔

5: قرآن مجید **ویتبع غیر سبیل المؤمنین** فرما کر مومنین کی راہ سے ہٹ کر چلنے والے کو جہنم کی وعید سناتا ہے لیکن غامدی صاحب مومنین کی راہ سے ہٹ کر بھی چلتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے ہوئے اس آیت کی باطل تاویل کر کے اجماع امت کا انکار کرتے ہیں۔

قارئین کرام! درج بالا ان چند مثالوں سے یہ بات واضح ثابت ہوتی ہے کہ غامدی صاحب جو قرآن مجید میں نزول عیسیٰ علیہ سلام کا صراحت کیساتھ ذکر دیکھنا چاہتے ہیں اگر بالفرض قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ سلام کے نزول کو واضح صراحت کیساتھ بھی بیان فرما دیا جاتا تو اس میں کچھ بعید نہیں کہ غامدی صاحب اپنے باقی عقائد و نظریات کی طرح اس کی بھی کوئی باطل تاویل کر کے اسے رد کر دیتے اور کہ دیتے کہ چونکہ قرآن میں وفات عیسیٰ کا ذکر موجود ہے اس لیے نزول عیسیٰ والی آیات کی تاویل کی جائے گی۔

غامدی صاحب کے رفع و نزول عیسیٰ علیہ سلام کی بابت قرآن و حدیث پر عدم اطمینان کی وجوہات جاننے کے بعد اب انکا عقیدہ اور اس پر دلیل بھی ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن مجید میں اگر ایک جگہ کوئی بات اجمال میں بیان کی گئی ہو تو دوسری جگہ پر اسکی تفصیل بیان کی گئی ہوتی ہے لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید سورۃ النساء آیت 158 میں عیسیٰ علیہ سلام کے حوالے سے بیان فرماتا ہے

"**بل رفعه الله اليه**" بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔"

اب یہاں پر نہ زندہ کا ذکر ہے نا جسم کا اور نا ہی آسمان کا کوئی ذکر موجود ہے۔ یہ ایک اجمالی بیان ہے اس کی تفصیل سورۃ آل عمران آیت 55 میں بیان ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں فرماتے ہیں

"اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى اِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (۵۵)

ترجمہ: اُس وقت، جب اللہ نے کہا: اے عیسیٰ، میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا اور تیرے اِن منکروں سے تجھے پاک کروں گا اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت کے دن تک اِن منکروں پر غالب رکھوں گا۔ پھر تم سب کو بالآخر میرے پاس آنا ہے تو اُس وقت میں تمہارے درمیان اُن چیزوں کا فیصلہ کردوں گا جن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔

یعنی روح قبض کرکے تیرا جسم بھی اپنی طرف اٹھالوں گا تاکہ یہ ظالم اُس کی توہین نہ کر سکیں۔ مسیح علیہ السلام اللہ کے رسول تھے اور رسولوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قانون قرآن میں بیان ہوا ہے کہ اللہ اُن کی حفاظت کرتا ہے اور جب تک اُن کا مشن پورا نہ ہو جائے، اُن کے دشمن ہرگز اُن کو کوئی نقصان پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اِسی طرح اُن کی توہین و تذلیل بھی اللہ تعالیٰ گوارا نہیں کرتے اور جو لوگ اِس کے درپے ہوں، اُنھیں ایک خاص حد تک مہلت دینے کے بعد اپنے رسولوں کو لازماً اُن کی دستبرد سے محفوظ کر دیتے ہیں۔ (غامدی)

جواب:

غامدی صاحب ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ سورۃ النساء آیت 158 میں عیسیٰ علیہ سلام کے اللہ کی طرف اٹھائے جانے پر "آیت میں نہ زندہ کا لفظ ہے نہ آسمان کا اور نہ جسم کا" لیکن دوسری طرف غامدی صاحب اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لیے سورۃ عمران آیت 55 کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام کے جسم کو اپنی طرف اٹھالیا۔

اب ہم غامدی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ جناب سورۃ آل عمران کی آیت میں بھی تو جسم کا لفظ موجود نہیں ہے پھر آپ نے کیسے عیسیٰ علیہ سلام کے جسم کو مراد لے لیا؟

اصل میں غامدی صاحب کا یہ اعتراض کوئی نیا نہیں ہے بلکہ یہ اعتراض مرزا غلام قادیانی سے لیا گیا ہے۔

1: اب ہم غامدی صاحب کے ترجمہ کو ہی مد نظر رکھتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اوّل تو سورۃ آل عمران کی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام سے مستقبل میں وفات دیئے جانے کا ارشاد فرمایا ہے جبکہ باقی منکرین کی طرح غامدی صاحب کا بھی دعویٰ تو یہ ہے کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ سلام کو وفات دے دی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ "میں تجھے وفات دوں گا۔"

عیسیٰ علیہ سلام کی وفات کے قائل تو ہم بھی ہیں لیکن مستقبل میں جب وہ قرب قیامت نزول فرمائیں گے اور آیت مبارکہ میں بھی ان کے مستقبل میں وفات دیے جانے کو ارشاد فرمایا گیا ہے نا کہ ماضی میں۔

2: غامدی صاحب کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام کو وفات دے کر انکا جسم اپنی طرف اٹھالیا اور غامدی صاحب عیسیٰ علیہ سلام کے نزول کے منکر بھی ہیں لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مِنهَا خَلَقنٰكُم وَفِيهَا نُعِيدُكُم وَمِنهَا نُخرِجُكُم تَارَةً اُخرٰى

ترجمہ: (تم اگر سمجھو تو حقیقت یہ ہے کہ) ہم نے اِسی زمین سے تم کو پیدا کیا ہے، ہم اِسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اِسی سے تم کو دوبارہ نکال کھڑا کریں گے۔

(سورۃ طٰہٰ آیت 55 ترجمہ البیان غامدی)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اس نے جس مٹی سے ہمیں پیدا فرمایا ہے اسی مٹی میں ہم کو واپس لوٹائے گا اور پھر واپس اسی سے ہمیں دوبارہ نکالے گا جبکہ غامدی صاحب کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ سلام اب واپس نہیں آئیں گے!

ہم عرض کرتے ہیں کہ غامدی صاحب جب عیسیٰ علیہ سلام آپ کے مطابق وفات پاچکے تو پھر انہیں ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق وفات کے بعد اسی زمین میں واپس جانا چاہیے تھا اور اگر عیسیٰ علیہ سلام واپس بھی نہیں آئیں گے تو پھر درج بالا ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق وہ اسی زمین سے واپس کیسے نکالے جائیں گے؟ اور فرمان الٰہی پر کیسے پورے اتریں گے؟

سورۃ آل عمران اور سورۃ الدسآء کے بعد غامدی صاحب نے وفات عیسیٰ علیہ سلام ثابت کرنے کے لیے سورۃ المآئدہ آیت 117 کو بطور استدلال پیش کیا۔ اس سے پہلے غامدی صاحب نے جو کچھ بیان کیا اس میں ہمیں کہیں کوئی ایک بھی ایسی آیت نہیں ملی کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہو کہ "عیسیٰ علیہ سلام کی وفات ہوگئی یا انہیں وفات دے دی گئی۔" ابھی تک ہم نے غامدی صاحب کے ترجمہ کو ہی مد نظر رکھتے ہوئے بات کی ہے اور ابھی دوسری آیت مبارکہ پر بھی غامدی صاحب کے ترجمہ کو ہی مد نظر رکھتے ہوئے عرض کریں گے۔

غامدی صاحب کی دوسری دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المآئدہ آیت 117 میں قیامت کے دن عیسیٰ علیہ سلام سے ہونے والے ایک مکالمے کو بھی نقل فرمایا ہے جس میں اللہ تعالیٰ ان سے یہ سوال پوچھیں گے کہ کیا

آپ نے ان سے یعنی نصاریٰ سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو؟ جس کے جواب میں وہ عرض کریں گے کہ اے اللہ میں نے تو ان سے وہی کہا تھا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا اور جب تک میں ان میں رہا میں دیکھتا رہا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں لیکن جب آپ نے مجھے اٹھالیا یعنی وفات دے دی تو پھر میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ کیا کرتے رہے۔ اب آپ یہاں پر دیکھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح اپنی وفات کا اقرار کتنا واضح کر رہے ہیں، اگر وہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں واپس آئیں گے تو پھر تو انہیں یہ کہنا چاہیے کہ یا اللہ میں ابھی دیکھ کر آرہا ہوں سب اور ان کی گمراہی سے اچھی طرح واقف ہوں۔

یہ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن تمام انبیاء سے انکی امتوں کے متعلق سوال پوچھا جائے گا اور اسی طرح حضرت مسیح سے بھی ان کی قوم کا سوال ہو گا جس پر وہ یہ جواب دیں گے۔ (غامدی)

جواب:

سب سے پہلے ہم یہ عرض کر دیں کہ عیسیٰ علیہ سلام کا یہ مکالمہ اللہ تعالیٰ سے بروز قیامت ہو گا اور اس سے پہلے ان کی وفات کے تو ہم بھی قائل ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ سلام نزول فرمائیں گے اس کے بعد یہاں کافی عرصہ گزار کر اللہ ان کو وفات دے گا جس کے بعد قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے کلام فرمائیں گے لہٰذا یہ آیت بھی عیسیٰ علیہ سلام کے واقعہ صلیب کے وقت ان کی وفات کی دلیل نہیں بنتی لہٰذا غامدی صاحب صیغہ ماضی کیساتھ وہ دلیل پیش کریں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام کو واقعہ صلیب کے وقت دشمنوں سے بچا کر وفات دے دی۔

دوسری بات یہ ہے کہ غامدی صاحب کی یہ دلیل بھی مرزا غلام قادیانی سے ہی لی گئی ہے۔

(دیکھیے مرزا قادیانی کی کتاب روحانی خزائن جلد 21 صفہ 51-52)

علاوہ ازیں اس آیت مبارکہ میں جو خیانت مرزا قادیانی نے کی تھی اسی خیانت کا ارتقاب غامدی صاحب نے بھی خوب کیا ہے اور اسکی وجہ یہی ہے کہ غامدی صاحب کو اپنا مقدمہ ثابت کرنا تھا۔

غامدی صاحب نے آیت مبارکہ میں اپنی طرف سے عیسیٰ علیہ سلام کی طرف وہ الفاظ منسوب کیے جو وہ ادا ہی نہیں فرمائیں گے، غامدی صاحب کے وہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

"جب تک میں ان کے اندر موجود رہا (اس وقت تک دیکھتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں) لیکن جب آپ نے مجھے اٹھالیا (تو میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا بنایا اور کیا بگاڑا)۔"

(بحوالہ میزان طبع نہم 2014 صفہ 178)

قارئین کرام!

غامدی صاحب کے درج بالا بریکٹ میں لکھے گئے الفاظ انکی کتاب میزان کے جس صفحہ 178 پر موجود ہیں اسی صفحہ 178 پر درج شدہ سورۃ المآئدہ کی آیت 117 کا ترجمہ بھی لکھا ہوا موجود ہے اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ اس میں کہیں پر بھی غامدی صاحب کے درج بالا الفاظ موجود نہیں ہیں۔جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ درج بالا الفاظ غامدی صاحب کے اپنے ذہن کی اختراع کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے وگرنہ اگر یہ سچ میں الفاظ عیسیٰ علیہ سلام کے ہوتے تو غامدی صاحب ان الفاظ کو آیت مبارکہ کے ترجمہ میں بھی لکھتے لیکن جب عیسیٰ علیہ سلام ایسا کچھ فرمائیں گے ہی نہیں تو پھر ایسا ترجمہ کیسے ہو سکتا تھا؟

اب آیئے حقیقت جانیے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ سلام کے روز قیامت ان سے انکی امت کے بگڑنے کا سوال ارشاد فرمائیں گے کہ کیا انہوں نے اپنی قوم کو یہ حکم دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو؟

اب اس سوال کا نفی میں جواب دیتے ہوئے عیسیٰ علیہ سلام فرمائیں گے کہ "میں نے تو ان سے تو وہی بات کہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی، اور میں ان پر گواہ رہا جب تک میں ان کے اندر موجود رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو ان پر تو ہی نگران رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔"

اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو سوال پوچھا گیا ہے وہ نصاریٰ کی گمراہی پر علم ہونے یا نہ ہونے کا نہیں بلکہ صرف اتنا پوچھا گیا کہ کیا عیسیٰ علیہ سلام نے اپنی قوم کو الوہیت کا حکم دیا تھا؟ جس کا جواب وہ نفی میں دیں گے لہٰذا جتنا سوال ہو گا اتنا ہی جواب دیا جائے گا۔

اب یہاں پر نصاریٰ کے حالات جاننے یا نہ جاننے کا کوئی تعلق نہیں کہ جسے غامدی صاحب نے اپنی طرف سے جوڑ لیا اور ایسا کیسے نہ ہوتا کیونکہ غامدی صاحب کو اپنا باطل عقیدہ بھی تو ثابت کرنا تھا۔

غامدی صاحب کہتے ہیں کہ اگر عیسیٰ علیہ سلام قیامت سے پہلے واپس آئیں گے تو پھر تو انہیں اپنی قوم کے متعلق سوال پر یہ کہنا چاہیے کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں الخ۔

اگر ہم غامدی صاحب کی اس بات کو تسلیم بھی کر لیں پھر بھی غامدی صاحب کا یہ اعتراض کسی کام کا نہیں رہتا کیونکہ اسی سورۃ المآئدہ کی آیت 109 میں اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کرام سے انکی امتوں کو دی جانے والی دعوت کے جواب کے متعلق سوال پوچھیں گے اور اس کے جواب میں تمام انبیاء کرام عرض کریں گے کہ "ہم کو کچھ خبر

نہیں" جبکہ ان تمام انبیاء کرام کو معلوم بھی ہو گا لیکن وہ پھر بھی کمال عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا جواب نفی میں دیں گے۔۔۔۔۔۔تو کیا اب غامدی صاحب ہمیں بتائیں گے کہ کیا یہاں پر بھی آپ وہی اعتراض کریں گے جو اعتراض آپ عیسیٰ علیہ سلام کے اپنی قوم کے علم نہ ہونے سے متعلق کرتے ہیں؟

نوٹ: ہو سکتا ہے کہ غامدی صاحب یا ان کے پیروکار میں سے کوئی یہ کہ دے کہ سورۃ المآئدہ آیت 117 میں عیسیٰ علیہ سلام فرمارہے ہیں کہ "جب تک میں ان میں رہا ان پر گواہ رہا" اور گواہی تب ہی ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص آنکھوں سے دیکھتا بھی ہو اور جانتا بھی ہو لہٰذا غامدی صاحب نے جو الفاظ عیسیٰ علیہ سلام کی طرف منسوب کیے وہ بلکل درست ہیں نا کہ کوئی جھوٹ۔

تو اس کا جواب بھی ملاحظہ فرمالیں کہ یہاں پر گواہ رہنے سے مراد وہ گواہی نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ سلام اپنی قوم کو دیکھتے رہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں بلکہ اس سے مراد وہ گواہی ہے کہ عیسیٰ علیہ سلام نے اللہ کا پیغام اپنی قوم کو پورا پورا ایمانداری کیساتھ پہنچادیا ہے۔

اس دعویٰ پر چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

1: اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ آیت 143 میں ارشاد فرماتے ہیں

" وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔"

ترجمہ: اُسی طرح ہم نے تمھیں بھی ایک درمیان کی جماعت بنا دیا ہے تاکہ تم دنیا کے سب لوگوں پر (حق کی) شہادت دینے والے بنو اور اللہ کا رسول تم پر یہ شہادت دے۔

(سورۃ البقرۃ آیت 143 ترجمہ البیان غامدی)

قارئین کرام! اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اس امت محمدیہ کو روز قیامت دوسری امتوں کی طرف بھیجے گئے انبیاء کرام کی طرف سے گواہ بنائیں گے کہ انہوں نے اللہ کا پیغام اپنی امتوں تک پہنچادیا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا غامدی صاحب یہاں پر اس امت کی دی جانے والی گواہی سے متعلق یہ کہ سکتے ہیں کہ یہ امت اپنی آنکھوں سے دوسری امتوں کے حال کو دیکھتی رہی ہے؟

پھر صرف یہی نہیں بلکہ خود غامدی صاحب بھی اسی آیت 143 کی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں کہ

"شہادت کے معنی گواہی کے ہیں۔ جس طرح گواہی سے فیصلے کے لیے حجت قائم ہو جاتی ہے، اُسی طرح حق جب اِس درجے میں واضح کر دیا جائے کہ اُس سے انحراف کی گنجایش باقی نہ رہے تو اُسے شہادت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔"

(حواشی البیان غامدی)

اب اس جگہ غامدی صاحب خود اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ گواہی کو کسی فیصلے کی حجت قائم کرنے کے لیے شہادت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے (مفہوم)......پس پھر اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ سلام بھی اپنی قوم کو دعوت توحید دے کر ان پر گواہ بن گئے تھے کہ انہوں نے نصاریٰ کو حق کی دعوت دے دی ہے۔

2: ہماری دوسری دلیل یہ ہے کہ سورۃ المآئدہ آیت 117 میں اگر "گواہ" سے مراد عیسیٰ علیہ سلام کا اپنی قوم کو دیکھنا ہوتا تو پھر عیسیٰ علیہ سلام بعد میں بھی یہی فرماتے کہ ان کے اٹھائے جانے یا بقول غامدی صاحب کے انکی وفات کے بعد وہ اپنی قوم پر "گواہ" نہیں رہے لیکن عیسیٰ علیہ سلام ایسا کچھ نہیں فرمائیں گے۔

قارئین کرام! اب تک ہم نے آپ کے سامنے غامدی صاحب کا رفع و نزول عیسیٰ علیہ سلام کی بابت عدم اطمینان کی وجوہات اور قرآنی استدلال پر غامدی صاحب کی خیانت اور دہرے معیار کو پیش کیا ہے۔
اب اس کے بعد غامدی صاحب کی انوکھی منطقی دلیل بھی ملاحظہ فرمائیں کہ آخر موصوف نزول عیسیٰ علیہ سلام کی احادیث کے منکر کیوں ہیں؟ چنانچہ غامدی صاحب کہتے ہیں کہ

" صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے کہ جس میں عیسیٰ علیہ سلام کے نزول کی خبر دی گئی ہے یہ ایک طویل حدیث ہے"

(صحیح مسلم حدیث نمبر 7278 اور انٹر نیشنل نمبر 2897)

لیکن اس حدیث میں مسلمانوں کی رومیوں کیساتھ جنگ اور مسلمانوں کے ہاتھوں قسطنطنیہ کی فتح کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ یہاں پر میں ایک بات بتادوں آپ کو کہ تاریخ مدینہ دمشق میں یہ بات درج ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام اس بات سے خوف زدہ تھے کہ کہیں دجال کا ظہور نہ ہو جائے کیونکہ اس وقت بھی یہی صورتحال تھی قسطنطنیہ کے متعلق اور صحیح مسلم کی اس حدیث میں بھی قسطنطنیہ کی فتح کا ذکر موجود ہے۔ اب آپ دیکھیے کہ قسطنطنیہ تو فتح ہو چکا لیکن نہ دجال کا خروج ہوا اور نا ہی عیسیٰ علیہ سلام کا نزول ہوا لہٰذا میرے نزدیک نزول عیسیٰ کے متعلق یہ روایات محل نظر ہو چکی ہیں اور ان پر اب تحقیق کی ضرورت ہے ہم اب انہیں ایسے نہیں مان سکتے۔ رسول اللہ نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ قسطنطنیہ ایک بار پھر سے رومیوں کے پاس چلا جائے گا اور اسے پھر سے فتح کیا جائے گا کم از کم اتنا ہی فرمایا ہوتا تو پھر بھی ہم غور کرتے۔"

جواب: غامدی صاحب نے اپنی اس تمام تر بات میں اپنا رد خود ہی کر دیا ہے اور ہمارا مقدمہ بھی ثابت کر دیا ہے۔ غامدی صاحب کہتے ہیں کہ تاریخ مدینہ دمشق میں یہ بات لکھی ہے کہ صحابہ کرام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں خوف زدہ ہوتے تھے کہ کہیں دجال کا خروج نہ ہو جائے الخ۔

جناب کی اس بات سے ایک چیز بالکل کلیئر ہو جاتی ہے کہ الحمد اللہ صحابہ کرام کا بھی دجال سے متعلق وہی عقیدہ تھا جو آج امت مسلمہ کا عقیدہ ہے اسی لیے تو صحابہ کرام خوف زدہ رہتے تھے۔اب ہم امید کرتے ہیں کہ غامدی صاحب صحابہ کرام کے اجماع کو جب حجت مانتے ہیں تو وہ ان کے عقیدے کو بھی تسلیم کریں گے۔

دوسری بات صحابہ کرام کے خوف زدہ رہنے کے باوجود اگر دجال کا خروج نہیں ہوا تو کیا اس سے یہ مراد ہے کہ دجال کا وجود ہی نہیں ہے؟

بالکل نہیں.... کیونکہ صحیح مسلم حدیث نمبر 7373 میں موجود ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام کو دجال کے متعلق بتایا تو صحابہ کرام اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ انہیں لگا کہ جیسے دجال جھاڑیوں میں کہیں چھپا ہوا ہے کیونکہ اللہ کے رسول جب اسکا ذکر فرماتے تو کبھی اپنی آواز کو دھیما کر لیتے تھے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس پر غامدی صاحب یہ کہیں گے کہ چونکہ دجال اس وقت جھاڑیوں میں سے نہیں نکلا لہٰذا یہ صحابہ کرام کی غلط فہمی تھی دجال کے متعلق اس لیے دجال نام کی کوئی شخصیت نہیں!

غامدی صاحب قسطنطنیہ کی فتح کے متعلق روایات میں زمین آسمان کا فرق ہے کہ جس سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ دوبار فتح کیا جائے گا آخر آپ کو احادیث میں سے صرف ایک چیز ہی نظر کیوں آئی؟

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو بڑی بڑی عمارتوں کے تعمیر ہونے کو بھی علامات قیامت میں سے بیان فرمایا ہے تو کیا غامدی صاحب اس پر قیامت کا ہی انکار کر دیں گے؟

غامدی صاحب کہتے ہیں کہ رسول اللہ کم از کم اتنا ہی فرما دیتے کہ قسطنطنیہ دوبارہ فتح ہو گا الخ۔ہم کہتے ہیں غامدی صاحب!

صحابہ کرام اتنے حساس اور معصوم تھے کہ انہیں جس بات کی سمجھ نہیں لگتی تھی تو وہ رسول اللہ سے بار بار عرض کرتے تھے اور رسول اللہ بھی بار بار ان کی اصلاح فرماتے تھے۔اب اگر صحابہ کرام کو اس حوالے سے کوئی شک وشبہ ہوتا تو وہ لازمی قسطنطنیہ کی دوبارہ فتح کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال عرض کرتے لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزاج سے خوب اچھی طرح واقف تھے اور وہ جانتے تھے کہ اللہ کے رسول جو بات ارشاد فرما رہے ہیں وہ کون کونسے حالات واقعات سے متعلق ہے۔

نوٹ: اصل میں غامدی صاحب اور مرزا قادیانی کا اس حوالے سے نظریہ قریب قریب ملتا ہے کیونکہ جماعت قادیانیہ کا بھی یہی ماننا ہے کہ نزول عیسیٰ کا وقت گزر چکا اور اب کسی نے نہیں آنا اور غامدی صاحب کا بھی یہی کہنا ہے نزول عیسیٰ کا وقت گزر چکا اور اب کوئی نہیں آئے گا........بس فرق اتنا ہے کہ غامدی صاحب کے نزدیک وہ زمانہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا اور جماعت قادیانیہ کے نزدیک وہ زمانہ مرزا غلام قادیانی کا تھا جو کہ گزر گیا۔

مسئلہ **توفی** کا آسان حل

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی بابت صرف دو مقامات پر لفظ "**توفی**" کا ذکر بیان ہوا ہے ایک سورۃ آل عمران آیت 55 اور دوسری سورۃ المآئدہ آیت 117۔

لفظ "**توفی**" کے متعلق ہمارے علماء کرام نے اپنی کتب میں دلائل و براہین کی روشنی میں خاصی علمی بحث بیان فرمائی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ سلام کے لیے توفی کا معنی پورا پورا لینے کے کیے جائیں گے نا کہ وفات کے۔ اب یہ بحث اس قدر علمی ہوتی ہے کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی اس کو سمجھ نہیں پاتے اور منکرین کے لیے ان کو شبہ میں ڈالنا آسان ہوتا ہے کیونکہ توفی کا معنی "وفات" کے لیے عام استعمال ہوتا ہے لیکن یہ کوئی قاعدہ نہیں ہے کہ جو لفظ جس معنی میں ہر جگہ استعمال ہو وہ کبھی دوسرے معنی میں استعمال نہیں ہو سکتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اسکا فیصلہ قرائن اور الفاظ کے تقاضے کو دیکھتے ہوئے کیا جاتا ہے جس سے معنی متعین ہوتے ہیں۔

اس وقت ہم **توفی** کے معنی کی بحث میں نہیں جائیں گے بلکہ ہم یہ عرض کریں گے کہ اگر **توفی** کا معنی وفات کے بھی کر لیے جائیں تو پھر بھی کسی صورت میں وفات عیسیٰ ثابت نہیں کی جا سکتی لہٰذا ہمیں اس پر بحث کرنے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیشک علماء کرام نے اس پر کئی اوراق سیاہ کیے ہیں جو کہ ہماری سر آنکھوں پر لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ توفی کا معنی چاہے وفات کے کریں یا پورا پورا لینے کے، اس سے ہمارے عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ سلام کو بالکل بھی فرق نہیں پڑتا۔

اب آیئے اسے سمجھیے!

سورۃ آل عمران میں عیسیٰ علیہ سلام کی بابت "**متوفیک**" فرمایا گیا ہے جس کا ترجمہ سب منکرین کے نزدیک یہی ہے کہ

"اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا"

اب یہاں پر عیسیٰ علیہ سلام کو مستقبل میں وفات دیے جانے کا فرمایا جارہا ہے اور مستقبل میں انکی وفات کے تو ہم حیاتی بھی قائل ہیں لہٰذا منکرین اپنے دعوے کے مطابق وہ آیت دیکھائیں جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام کو وفات دے دی۔ منکرین کا دعوی ماضی میں وفات دیئے جانے کا ہے اور دلیل مستقبل میں وفات دینے کی دیتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

اسی طرح سورۃ المآئدہ میں بھی عیسیٰ علیہ سلام روز قیامت اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کریں گے کہ

"جب تک میں ان میں رہا میں انکا گواہ رہا پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی پھر تو ہی انکا نگران رہا۔"

اب یہاں پر عیسیٰ علیہ سلام اپنی وفات کا جو ذکر فرمارہے ہیں وہ قیامت کے دن بیان کررہے ہیں اور سب کو علم ہے کہ قیامت برپا ہونے سے پہلے سب کو ہی موت آئے گی جس میں عیسیٰ علیہ سلام بھی شامل ہونگے اور اس پر توسب کا اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ سلام قیامت سے پہلے نزول فرمائیں گے اور اس کے بعد انکی وفات ہوگی لہٰذا اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونگے جس میں وہ اپنی وفات کا ذکر کریں گے۔

اس پر ہم منکرین سے یہ سوال بھی کرسکتے ہیں کہ یہ جو عیسیٰ علیہ سلام کا اپنی وفات کے متعلق بات بیان فرما رہے ہیں یہ وفات انہیں کب دی گئی تھی؟ واقعہ صلیب کے وقت یا اس کے بعد؟

اب اس پر منکرین جو بھی دعویٰ کریں گے ان سے اس پر قرآن یا حدیث سے ثبوت مانگا جائے جسے وہ پیش کرنے سے قیامت تک قاصر رہیں گے، ان شاء اللہ

اب اس آیت پر منکرین کے پاس بس ایک ہی وسوسہ بچتا ہے اور وہ وہی ہے جو مرزا قادیانی نے پیدا کیا تھا کہ کیا عیسیٰ علیہ سلام کو اپنی قوم کی گمراہی کا علم ہوگا یا نہیں اگر ہوگا تو کیا وہ اللہ تعالیٰ سے معاذ اللہ جھوٹ کہیں گے کہ انکو کچھ علم نہیں۔

اس وسوسے کا جواب ہم اپنے مضمون کے **قسط نمبر ۱** میں دے چکے ہیں آپ حضرات وہ ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

تفاسیر کی امہات کتب سے حیات عیسیٰ علیہ سلام کا ثبوت

غامدی صاحب نے رفع و نزول عیسیٰ علیہ سلام پر ریکارڈ کروائے گئے اپنے وڈیو لیکچرز میں جس تفسیر کو سامنے رکھا وہ تفسیر شر القرون کے ایک متنازعہ عالم مودودی صاحب کی تھی جبکہ حق تو یہ بنتا تھا کہ غامدی صاحب خیر

القرون کے متفقہ مفسرین کرام کی تفاسیر کو اپنے حق میں پیش کرتے لیکن موصوف نے اس کے برعکس عمل کیا۔
غامدی صاحب اپنی کتاب میزان کے صفحہ 56 پر قرآن کے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"چناچہ قرآن کے طالب علموں کو بھی چاہیے کہ وہ قرآن کو سمجھتے، سمجھاتے اور اس کی کسی آیت کے بارے میں کوئی رائے قائم کرتے وقت کم سے کم تفسیر کی امہات کتب پر بھی ایک نظر ضرور ڈالیں۔ مدرسئہ فراہی کے آئمہ تفسیر نے جو کام اس زمانے میں قرآن پر کیا ہے، اس سے پہلے یہ حیثیت تین تفسیروں کو حاصل تھی: ابن جریر کی تفسیر، رازی کی تفسیر اور زمخشری کی الکشاف"۔

قارئین کرام!

غامدی صاحب کے مطابقاق امام ابن جریرؒ، امام رازیؒ اور زمخشری حضرات کی تفسیر، تفاسیر کی امہات کتب ہیں جبکہ ان تینوں تفاسیر میں سے کسی ایک کو بھی غامدی صاحب اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ ان مفسرین کرام نے بھی سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء کی تفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا زندہ جسم سمیت آسمان پر جانا تسلیم کیا ہے، ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

امام زمخشری رحمہ اللہ اپنی تفسیر الکشاف میں سورۃ النساء آیت 158 اور 159 کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"جب یہودی حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو قتل کرنے کے لیے جمع ہوئے تو اللہ نے آپکو خبر دے دی کہ میں آپکو آسمان پر اٹھالوں گا اور آپ کو ان یہود سے پاک کردوں گا، تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم میں سے کون راضی ہے جس پر میری صورت ڈال دی جائے اور (میری جگہ) مصلوب ہو کر جنت میں داخل ہو جائے؟ تو ایک آدمی نے کہا میں تیار ہوں، تو اسکو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے مشابہ بنا دیا گیا اور اسے قتل کر دیا گیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک منافق آدمی تھا اس نے یہود سے کہا میں تمہیں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا ٹھکانہ بتاتا ہوں تو جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے گھر میں داخل ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو اٹھالیا گیا اور اس منافق پر ان کی شکل ڈال دی گئی انہوں نے اسے عیسیٰ سمجھ کر قتل کر دیا۔"

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ سورۃ آل عمران آیت 55 کی تفسیر میں حدیث پیش کرتے ہیں

"عیسیٰ فوت نہیں ہوئے وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف واپس لوٹ کر آئیں گے۔"

امام رازی رحمہ اللہ سورۃ آل عمران آیت 55 کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے خلاف جو سازش کی وہ یہ تھی کہ انہوں نے انہیں قتل کرنا چاہا، اللہ نے انکے خلاف تدبیر کی وہ یہ تھی کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو آسمان پر اٹھا لیا، وہ اس طرح کہ جب یہودیوں کے بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے قتل کا ارادہ کیا، اور جبرائیل علیہ سلام ہر وقت حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے ساتھ ہی رہتے تھے، تو جب وہ قتل کرنے آئے جبرائیل علیہ سلام نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو ایک ایسے کمرے میں داخل ہونے کا کہا جس میں ایک کھڑکی تھی، تو جب وہ (دشمن) داخل ہوئے تو جبرائیل نے آپ کو اس کھڑکی سے نکال لیا اور انکی صورت ایک اور آدمی پر ڈال دی گئی جسے انہوں نے پکڑ کر صلیب دے دی۔

لہٰذا اللہ کی تدبیر سے مراد یہ ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو آسمان پر اٹھالیا اور وہ یہودی آپ کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔"

امام رازی مزید آگے تفسیر میں لفظ "**توفی**" کے متعلق فرماتے ہیں

"**توفی** کا مطلب ہے کسی چیز کو پورا پورا لینا، اللہ کے علم میں تھا کہ کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال آسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی صرف روح اٹھائی گئی جسم نہیں، تو اللہ نے یہ بات ذکر فرما کر بتادیا کہ انکی روح اور جسم دونوں آسمان پر اٹھائے گئے۔"

غامدی صاحب طلباء کرام کو تو ان تفسیروں پر نظر ڈالنے کا کہتے ہیں لیکن کاش کہ خود بھی ایک نظر ان پر ڈال لیتے تو بہتر ہوتا۔

ایک اہم اعتراض کا جواب:

قارئین کرام! غامدی صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے رفع و نزول کی بابت جہاں بہت سے عقلی اعتراضات کیے وہاں ایک اعتراض یہ بھی کیا کہ۔۔۔

"صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق جب حضرت عیسیٰ علیہ سلام نزول فرمائیں گے تو اس وقت مسلمان کفار کیساتھ جو جنگ لڑیں گے وہ جنگ تلواروں سے لڑی جائے گی جبکہ اس وقت دور کے ساتھ ساتھ جنگی ساز و سامان بھی جدید ہو چکا ہے لہذا ہمیں یہ ماننا پڑے گا چاہے فرضی طور پر ہی صحیح کہ دنیا میں کوئی اتنا بڑا انقلاب برپا ہو گا کہ یہ سب کچھ جتنا بھی جدید اسلحہ ہے سب ختم ہو جائے گا اور لوگ واپس تلواروں اور نیزوں سے جنگ لڑنا شروع کر دیں گے۔"

غامدی صاحب کے اس اشکال کا جواب دینے سے پہلے ہم یہ عرض کر دیں کہ صحیح مسلم کی حدیث کے متعلق علماء کرام کی دو آراء ملتی ہیں۔

بعض علماء کرام نے حدیث کے الفاظ کو بغیر کسی تاویل کے من و عن تسلیم کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ جیسا حدیث میں فرمایا گیا ہے ٹھیک ویسا ہی ہو گا کہ اُس وقت تلوار سے ہی جنگ لڑی جائے گی بیشک حالات جیسے بھی ہوں۔۔۔۔اور بعض علماء کرام نے حدیث کی تاویل کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ شاید تلوار سے مراد اس وقت کا کوئی جدید اسلحہ ہو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دور میں جنگ تلوار سے لڑی جاتی تھی تو اس لیے حدیث میں تلوار کا فرمایا گیا ہو گا۔

اب غامدی صاحب کے اس **بڑے اعتراض** کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

غامدی صاحب کا کہنا ہے کہ ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ دنیا میں کوئی اتنا بڑا انقلاب آئے گا کہ یہ سارا اسلحہ ختم ہو جائے گا۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ غامدی صاحب ہمیں نہ کسی اتنے بڑے انقلاب کی ضرورت ہے اور نا ہی اس حدیث کی کوئی تاویل کرنے کی بلکہ جیسا اللہ کے رسول نے فرمایا بیشک ویسا ہی ہو گا اور ہمارے لیے یہ بات کوئی نئ نہیں ہے۔

جی ہاں بالکل۔۔۔۔۔۔کیونکہ یہ کوئی پہلی بار نہیں ہو گا کہ جدید اسلحہ کے ہوتے ہوئے لوگ اسے استعمال کیے بغیر ہی جنگ لڑیں گے بلکہ آج سے قریباً دو سال قبل ایسا ہو بھی چکا ہے۔

قریباً دو سال قبل ڈوکلام کے علاقہ میں چین اور بھارت کے فوجی آمنے سامنے آگئے تھے۔ ساری دنیا یہی سمجھ رہی تھی کہ شاید اب گولیاں چلیں گی اور لاشیں گریں گی مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ اہل جہاں والوں کے لیے یہ سب کچھ نہایت ہی حیران کن تھا لیکن انکی حیرانی کی وجہ گولیوں کا نہ چلنا اور بم کا نہ پھٹنا نہیں تھا بلکہ حیرانی اس بات کی تھی کہ دونوں ممالک کی مسلح افواج آمنے سامنے تو تھیں لیکن دونوں طرف کے فوجیوں نے جدید اسلحہ ہونے کے باوجود پتھروں اور ڈنڈوں سے کام لیا اور کسی نے بھی جدید اسلحہ کو جنگ میں استعمال نہیں کیا۔

ڈوکلام کے سنگم پر دونوں ممالک کی فوجوں نے خالص لالوکھیتی کا ماحول پیدا کر دیا تھا اور اس موقع پر لوگوں کو جوہری ہتھیاروں سے ہونے والی تباہی کو دیکھتے ہوئے آئن سٹائن کا وہ مشہور قول بھی یاد آگیا کہ

"مجھے نہیں معلوم کہ تیسری عالمی جنگ کن ہتھیاروں سے لڑی جائے گی مگر میں اتنا پورے یقین کے ساتھ کہ سکتا ہوں کہ چوتھی عالمی جنگ پتھروں سے لڑی جائے گی۔"

قارئین کرام!

ڈوکلام پر ہونے والی چین اور بھارت کی یہ جنگ اور آئن سٹائن کا چوتھی جنگ عظیم کے متعلق پتھروں سے جنگ لڑنے والا قول یہ سب مشاہدات مخبر صادق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث مبارکہ کو حرف بہ حرف سچ ثابت کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث مبارکہ کا اعجاز بھی ہے، سبحان اللہ۔

اب ہم غامدی صاحب اور ان کے پیروکاروں سے یہ سوال عرض کرتے ہیں کہ آخر کیا وجہ تھی کہ چین اور بھارت نے جوہری ہتھیار ہونے کے باوجود پتھروں اور لاٹھیوں سے جنگ لڑی؟ جبکہ دونوں افواج کے پاس جدید اسلحہ بھی موجود تھا!

اب اس سوال کے جواب میں جو جواب غامدی صاحب پیش کریں گے پس اسی جواب کو ہماری طرف سے بھی سمجھ لیجئے گا کہ جیسے چین اور بھارت نے جدید اسلحہ ہونے کے باوجود لاٹھیوں سے جنگ لڑی ٹھیک اسی طرح مسلمان بھی قرب قیامت جدید اسلحہ ہونے کے باوجود تلوار کیساتھ جنگ لڑیں گے۔

ہم غامدی صاحب کے اس اشکال کا جواب کسی اور طریق سے بھی دے سکتے تھے لیکن غامدی صاحب چونکہ ہر بات کو عقل کے مسلمات پر پورا اترتا دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ڈوکلام پر ہونے والی جنگ اور آئن سٹائن کا قول غامدی صاحب جیسے حضرات کے لیے کافی شافی ہوگا۔

سورۃ المائدہ آیت 110 پر غامدی شبہ کا جواب:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ(110)

جب اللہ کہے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! میری نعمت یاد کر جو تجھ پر اور تیری ماں پر ہوئی ہے، جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی، تو لوگوں سے بات کرتا تھا گود میں اور بڑی عمر میں، اور جب میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائی، اور جب تو مٹی سے جانور کی صورت میرے حکم سے بناتا تھا پھر تو اس میں پھونک مارتا تھا تب وہ میرے حکم سے اڑنے والا ہو جاتا تھا، اور مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا، اور جب مردوں کو میرے حکم سے نکال کھڑا کرتا تھا، اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس نشانیاں لے کر آیا پھر جو ان میں کافر تھے وہ کہنے لگے کہ یہ تو بس صریح جادو ہے۔

(سورۃ المائدہ آیت 110)

قارئین کرام!

سورۃ المائدہ کی آیت 110 حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی حیات پر نہایت ہی پختہ ثبوت ہے جو کہ منکرین کے لیے گلے کی ہڈی بنا ہوا ہے اور آج تک منکرین سے اس کے رد میں کوئی معقول دلیل نہیں بن سکی ہے۔

غامدی صاحب سے بھی ان کے داماد حسن الیاس صاحب نے سورۃ المائدہ آیت 110 کی بابت سوال پوچھا کہ اس آیت مبارکہ سے علماء کرام حیات عیسیٰ کی دلیل دیتے ہیں اور استدلال کرتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ سلام

نازل ہونگے تو اس وقت وہ بڑی عمر میں لوگوں سے کلام کریں گے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے بڑی عمر میں کلام کرنے کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت میں شمار کیا ہے جبکہ بڑی عمر میں کلام تو سبھی کرتے ہیں اس میں عیسیٰ علیہ سلام کی خصوصیت کیا ہوئی؟

قارئین کرام!

غامدی صاحب نے اس سوال کے جواب میں "سوال گندم اور جواب چنے" کا کام کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا بڑی عمر میں کلام کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمت میں شمار کیوں ہوا؟ یہ سمجھانے کی بجائے موصوف نے یہ بتانا شروع کر دیا کہ عیسیٰ علیہ سلام کا یہ کلام قرب قیامت لوگوں سے نہیں بلکہ اپنی قوم کے انہی لوگوں سے کیا گیا ہے جن سے عیسیٰ علیہ سلام نے بچپن میں کلام کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ دیکھو یہ بچہ تم سے بچپن میں جو کلام کر رہا ہے یہی بچہ بڑا ہو کر بھی تم سے کلام کرے گا۔

اگر ہم غامدی صاحب کی اس خود ساختہ تشریح کو تسلیم بھی کر لیں تو سوال پھر بھی وہی بنتا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ سلام نے جن لوگوں سے بچپن میں کلام کیا تھا اور انہی لوگوں سے بڑی عمر میں بھی کلام کیا تو اس میں ایسی کونسی خاص بات تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی نعمت میں شمار فرمایا؟ جبکہ بڑی عمر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی لوگوں سے کلام فرمایا ہے لیکن انکے لیے تو اللہ تعالیٰ نے کہیں پر بھی ایسا کوئی ارشاد نہیں فرمایا! آخر کیوں؟

یہ تھا وہ سوال جو حسن الیاس صاحب کو اپنے سسر غامدی صاحب سے پوچھنا چاہیے تھا لیکن موصوف نے خاموشی سے اسے گزار دیا اور اپنی طرف سے حجت تمام کر دی۔

غامدی صاحب نے جو کچھ بھی اس حوالے سے بیان کیا اس میں کہیں پر بھی اس بات کو نہیں سمجھایا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے بڑی عمر میں کلام کرنے کو بھی اپنی نعمت میں شمار فرمایا ہے جبکہ بڑی عمر میں کلام تو باقی انبیاء کرام نے بھی کیا لیکن ان میں سے کسی کے کلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت میں شمار نہیں فرمایا۔

سورۃ النساء آیت 159 پر غامدی شبہ کا جواب:

غامدی صاحب سے پوچھا گیا کہ علماء کرام سورۃ النساء آیت 159 کو عیسیٰ علیہ سلام کی حیات پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ سلام قرب قیامت نزول فرمائیں گے تو اس وقت کوئی اہل کتاب ایسا

نہیں ہو گا جو عیسیٰ علیہ سلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائے بغیر رہے گا بلکہ تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

اس کے جواب میں غامدی صاحب نے ایک اعتراض پیش کیا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر مسیح علیہ سلام کے بعد سے اب تک جتنے بھی اہل کتاب اس دنیا سے جا چکے ہیں وہ پھر کیسے ایمان لائیں گے ؟ اور اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے تو پھر یہ کہنا کہ تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے غلط ہو جائے گا۔ اس آیت میں جس پر ایمان لانے کی بات کی جارہی ہے وہ عیسیٰ علیہ سلام کی ذات نہیں اور نا ہی اس میں انکا نام شامل ہے بلکہ اس میں جس پر ایمان لانے کی بات کی جارہی ہے وہ قرآن مجید ہے کہ جس پر مرنے سے پہلے کتابی ایمان لے کر آتا ہے۔

قارئین کرام!

غامدی صاحب کے نزدیک ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے قرآن پر ایمان لے آتا ہے اگر ہم ان کی اس بات کو کچھ دیر کے لیے تسلیم بھی کر لیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے اہل کتاب جو کسی وجہ سے قتل ہوئے ہوں یا پھر کسی کتابی کی تلوار سے گردن اڑا دی جائے تو کیا ایسے کتابی کے پاس اتنا وقت ہو گا کہ وہ قرآن پر ایمان لے آئے ؟ یقیناً ہر ذی شعور یہی کہے گا کہ ایسا ممکن نہیں۔

پھر صرف یہی نہیں بلکہ ایک کافر کے لیے موت کے وقت غرغرہ کی حالت میں جب اس پر تمام حقیقت واضح ہو جاتی ہے اس وقت ایمان لانا ویسے ہی بے سود اور نا قابل قبول ہوتا ہے اور اس کے لیے توبہ کا دروازہ بھی بند کر دیا جاتا ہے تو ایسے میں کوئی کتابی ایمان لائے بھی تو اسے ایسے ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ لہٰذا غامدی صاحب کا یہ کہنا کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے قرآن پر ایمان لے آتا ہے ایک نہایت ہی کمزور استدلال ہے جو کہ عقلی و نقلی اعتبار سے بھی باطل ٹھہرتا ہے۔

حدیث مبارکہ سے آیت کی تفسیر:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ

الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ، يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (سورۃ النساء آیۃ 159.)

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ اس وقت کا ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہو گا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو ”اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہو گا جو عیسیٰ کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔“

(صحیح بخاری رقم الحدیث 3448)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں اور انہوں نے یہ حدیث رسول بیان کرنے کے بعد آیت بالا کو بطور استشہاد پیش کیا ہے اور چونکہ یہ مسئلہ قیاسی نہیں ہے اس لیے یہ تفسیر بھی براہ راست مرفوع حدیث کا حکم رکھتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ محض حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہی نہیں بلکہ خود صاحب قرآن کی جانب سے اس آیت کی تفسیر ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی انسان کی تفسیر قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

اعتراض کہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا نام موجود نہیں ہے:

اس پر ہم عرض کریں گے کہ سورۃ النساء کی اس آیت سے پہلے کی دو آیات 157 اور 158 میں "ہ" کی جتنی بھی ضمیریں ہیں وہ سب کی سب عیسیٰ علیہ سلام ہی کی طرف لوٹ رہی ہیں اور اس میں انکا ہی ذکر چلا آرہا ہے۔ اسی طرح آیت 159 میں بھی (**بہ**) اور۔ (**قبل موتہ**) میں دنوں ضمیروں کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی ذات ہے لہٰذا ان کے نام کی صراحت کی ضرورت نہیں۔ رہی بات غامدی صاحب کا حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے نام

کا مطالبہ کرنا تو یہ ہمیشہ کی طرح ان کے لفظوں کے کھیل کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے کہ جس کا غامدی صاحب جا بجا ذکر کرتے رہتے ہیں۔